

عمران سیریز

## پیش رس

عمران صاحب اپنی زندگی کی میسوں منزل میں قدم رکھ رہے ہیں!  
 اور اس بارہ حادثت کا چال لے کر آئے ہیں!.... شروع ہے اب تک  
 اپ کو صرف ایک ہی احتی سے سابق پڑتا رہا ہے لیکن اسکا بارہ آپ  
 نعمتوں کی انجمان سے روشناس ہوں گے۔ جس کے صدر صاحب ختنیں  
 تھے! یعنی ہر وقت گدھے پر سوار ہا کرتے تھے! سردار شریف آدمیوں  
 کے کان سینچے جاتے تھے۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی تھیں  
 اس شاپوں پر کفرے ہوئے نجیدہ صورت بوڑھوں کے سروں پر چیل  
 چیل۔ لیکن وہ مز کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے!

ایک خطرناک ہنگامہ آپ کی نظروں سے گزرے گا.... اور آپ  
 یہی محوس کریں گے کہ یہ احتیوں کے تاجدار عمران کا آخری وقت  
 ہے.... مگر اس طرح مر جانے والے "عمران" نہیں کھلاتے۔

ایک دیو قامت آؤنی اس پر بڑی بڑی چنانیں بھیکلتا ہے!  
 واضح رہے کہ اس کہانی کی ایک کردار سائز نعلیٰ کا سارہ جنٹ نعلیٰ  
 سے کوئی تعلق نہیں!

می ہاں! اب میں اچھا ہوں.... اور ان تمام دوستوں کا بے حد  
 ملکوں ہوں جنہوں نے خبریت دریافت کرنے کے لئے بے شمار خطوط

لکھے

ابن صفو

## جماعت کا جال

(مکمل ناول)

چار بجے روشنی آفس سے نکلی اور بس اسٹاپ تک پہنچنے کے لئے اسے پکھ دوں تک پہلی چلتا چڑ بس اسٹاپ کی بھیز کوئی نہیں تھی۔ روز میں گھر پہنچنے لئے اسے تفریباً اور ہم خلک دہل کھڑے رہنا پڑتا تھا۔ آج کل وہ حکلہ خادج میں ناپشت تھی۔ عمران عی نے اسے نی جگہ دلوائی تھی اور اس کا قیام بھی عمران ہی کے قیامت میں تھا۔ لیکن عمران شاذ و بذریعی اس قیامت میں نظر آتا۔ کچھ دنوں سے اس نے اپنی نیم پیٹ بھی دہل سے ہٹوادی تھی۔ اس کی وجہ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ دیے روشنی کا خیال تھا کہ عمران اس سے در بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وجہ کچھ بھی رہی ہو لیکن روشنی کو دیں قیام رکھنا پڑا۔ شہر میں آج کل کرائے کے مکان مکمل ہی سے ملتے تھے اور کسی بولی میں قیام نا ممکن تھا کہ اسے جو تجوہ ملتی تھی وہ اتنی زیادہ نہیں تھی کہ ہنس کے اخراجات برداشت کے جاسکتے۔ یہ اور بات ہے کہ اگر وہ اپنی آمدی بڑھاتا چاہتی تو آسمانی سے ایسا کر سکتی تھی۔ مجراب وہ اپنی سٹل سے گرتا نہیں چاہتی تھی۔ اسے اب اپنے بچھلے طرز زندگی سے، پہنچ باقی نہیں بھی تھی ورنہ کوئی چھوٹا موڑا آفسری اسے اپنی کار میں گھر پہنچا دیا کرتا اور اسے بس اسٹاپ پر دھکنے کھانے پڑتے۔ لیکن اب وہ اتنی ذرا سی بات کے لئے اپنے نسوانی و قدر کو نہیں نکلا چاہتی تھی۔

۱۰ بس اسٹاپ پر آکر رک گئی۔ حسب دستور بھیز بہت زیادہ تھی۔ بسیں بھری ہوئی آئیں اور

اسٹاپ پر رکے بغیر آگے بڑھ جاتی۔ اگر کوئی دو چار آدمیوں کو اتارتے کے لئے رکتی بھی تو کذیکثر نیچے سے آگے بڑھنے والے کو ہاتھ اٹھا کر روک دیتا۔ روشنی انقلاب کرتی رہی۔ اس کے چاروں طرف آدمی ہی آدمی تھے جن کے چاروں پر آتیا تھا اور بینہ اوری تھی جیسے جیسے کربوں کے انقلام کو کوس رہی تھی۔ دھنڈا وہ اپنے پہنچے کسی کی کی بڑی بڑی بڑی سر کر مزدی اور بڑی بڑی والا جھینپھے ہوئے انداز میں ہٹتے۔ لگا۔ پھر یہیک سمجھیدہ ہو گیا۔

روشنی کو محosoں ہوا جیسے وہ اپنے چہرے کو پارہ بھی اور پرہ و قادر بنتے کی کوشش کر رہا ہو۔ یہ ایک صور آدمی تھا۔ جس کے جسم پر اعلیٰ درجہ کا الیونک سوٹ تھا اور گلے میں اسی سے تھی کرتی ہوئی تھا۔ وہ معمولی حیثیت کا آدمی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کی اکھیوں میں بیش قیمت گھنیوں والی اکھڑیاں بھی تھیں۔ روشنی نے اسے نیچے سے اپر پک دیکھا اور اس کی طرف سے توجہ ہٹانے والی تھی کہ وہ پھر کچھ بڑی بڑی اور روشنی سے نظر ملتے ہی پھر پہلے ہی کے ہے انداز میں نہ دیا۔ وہ ایسے آدمیوں کو سیچ دینا بھی جانتی تھی جو دوسروں سے تعارف ہونے روشنی جھنجلا گئی۔ وہ ایسے آدمیوں کو سیچ دینا بھی جانتی تھی کہ بعد کسی کے لئے بھی حرکتیں کرتے ہیں اور پھر دوسروں کی توجہ اپنی جانب بندول کرانے کے بعد کسی نہ کسی طرح جان پھیلانا بھی ایسی کر لیتے ہیں۔ روشنی ایک قدم پہنچے ہٹ کر اس کے پر اس کے پہنچ گئی۔ ”ہاں.... اب فرمائیے.... کیا تمحد ہے....؟“ اس نے بڑھے کی طرف دیکھے بغیر آہست سے کہا۔

”معاف فرمائیے گا....“ بڑھا پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ ”مجھے ابھی شرمندگی ہے مجھے شرم آری تھی!“ ”شرم آئی ہی چاہئے.... کیا آپ کبھی آئینے میں اپنی محل دیکھنے کی رسمت گودا کرتے ہیں؟“ ”مختصر مجھے معاف فرمائیے.... آپ نلاٹا بھی ہیں۔ کوئی صاحب بار بار میرے سر پر چھپتے مادر ہے ہیں۔ میں پہنچے مز کر دیکھنا نہیں چاہتا۔ پڑھنے نہیں لوگ کیا سمجھیں گے!“ ”دھنڈا قریب کے کچھ لوگ ہٹنے لگے۔ روشنی بھی شاید ان کی گفتگو سن لی گئی ہو۔ اس نے اس پر بھی بدحواسی طاری ہو گئی۔ اس نے سکھیوں سے اور ہمدردیکھا اور پھر تھیج بڑھے کے بیان کی تصدیق ہو گئی۔ پہنچے کھڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک کا ہاتھ بڑھے۔ رکی طرف بڑھ

ہذا تحدی چوت پڑی لور لوگ بھر پہنچے گے۔ چوت کمانے والا بوڑھا نبمے نبمے سے منہ بھاتا  
رہا۔ لیکن وہ اب بھی چوت ملنے والے کی طرف نہیں مڑا  
”خدا غارت کرے!“ اس نے آہت سے کہا۔ ”چوت نہیں یہ کون بد قیز ہے؟“

روشی نے مڑ کر چوت ملنے والے کو دیکھا۔ یہ بھی ایک ستر آدمی تحدی حیثیت اور ذی علم  
معلوم ہوتا تھا۔ روشی کو اس کی اس حرکت یہ بڑی حیرت ہوئی اور ساتھ ہی وہ چوت کمانے والے  
کو بھی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو اس وقت خون کی عیالیاں بہہ گئی ہوتی۔ مگر یہ  
بوڑھا... شاید وہ سوچ رہا تھا کہ مڑ کر دیکھنے میں اس کی اور زیادہ بے عزتی ہو گی۔ کتنا بھولا اور  
شریف آدمی ہے۔ روشی نے سوچا اور اسے چوت ملنے والے پر حصہ آیا۔

”میں نے اسے دیکھ لیا ہے!“ روشی نے آہت سے کہا  
”مگر...!“ وہ خس کر بولا۔ ”جسے خس نہیں آسکا۔ احقوں کو بھی خس نہیں آتی!“

”کیا مطلب...!“ روشی نے حیرت سے کہا  
”اُن جمن کا بھر بننے سے پہلے ہمیں محمد کیا پڑتا ہے کہ بھی خس نہ آئے دیں گے۔“  
”یہی اُن جمن...!“

”احقوں کی اُن جمن...!“ بوڑھے نے بڑی سلاگی سے جواب دیا  
روشی پہنچے گی...“ کبھی شاید وہ کریک ہے اور چوت ملنے والا اس کا کوئی شامائی ہو سکتا ہے۔  
”خدا کی پنڈا...!“ اس نے پھر نہ اسانتہ بیلہ روشی نے اس کے سر پر پہنچے والے ہاتھ کی  
جلک دیکھی تھی۔ لوگ بھر پہنچے گے۔ روشی کو اس پر حصہ آیا مگر۔“ کری کیا سکتی تھی۔ جب  
چوت کمانے والا ہی سبز کر رہا تھا تو اسے کیا پڑی تھی کہ خود خود دھل دے کر اپنی بھی بھی اڑوانی۔  
مگر اس نے اتنا ضرور کہا۔ ”یا آپ یہاں سے ہٹ کر کھینچیں اور نہیں کھڑے ہو سکتے!“  
”نہیں... پہنچے والے اور زیادہ خسیں گے!“ اس نے بے بھی سے کہا

روشی کو اس پر رحم آیا۔

”ئے...!“ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے ہوئے کہا۔ ”میں آپ کو زبردستی یہاں سے  
ہٹا دوں گی۔!“  
وہ روشی کے ساتھ پہنچے لگ۔ لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا یہی۔ ”بُری طرح جیچ پڑا ہو۔ روشی

نے اس کا ہاتھ پکڑے ہی ہوئے سڑک پار کی لو۔ ایک ریستوران میں گھٹی پلی گئی۔  
”دیکھیے...!“ اس نے ایک بیڑ کے قریب بیٹھ کر کہا۔ ”آپ کے اس طرح پلے آنے پر میں  
نے ایک بھی فتوہ نہیں نہیں!“

”اُن خلاف تو ق...!“ بوڑھے نے بوکھائے ہوئے اندر میں کہا۔ ”مگر ملکن ہے...!“  
آپ کی وجہ سے پہنچنے کی ہمت نہ کر سکے ہوں۔!

”ہمارے ملک کے لوگ اب بھی سفید قاموں سے ڈرتے ہیں!“  
”مجھے اپنی اُن جمن کے متعلق کچھ بتائیے!“

”میں بھی ابھی حال ہی میں بھر بنا ہوں۔ دیے گئے اُن جمن کا کافی لٹریج موجود ہے۔ اگر آپ  
دیکھا چاہیں تو اپنا پتہ لکھوادیجئے۔ میں بذریعہ ڈاک روشنہ کر دوں گا!“  
”پھر بھی کچھ نہ کچھ تو زبانی ہی بتائیے!“

”تم اُنھیں ہیں!“

”چلے ہان لیا... اُنھیں ہوتے تو اُن جمن کا قیام کیے گئے میں آتا۔“ روشی شرات آئیز  
مکراہت کے ساتھ پڑا۔

”تمہری ہے...!“ بوڑھا تھا اٹھا کر کچھ سوچتا ہوا بولा۔ ”میرا خیال ہے کہ وہ بھی اُن جمن کا کوئی  
پڑا بھر بھی ہو سکتا ہے!“

”کون...?“

”وہی جو میرے سر پر چوتیں مار رہا تھا!“

”کیوں...?“ روشی نے تمہر ان لہجے میں پوچھا۔

”مکن ہے... وہ میرا امتحان لے رہا ہو۔ اکثر پرانے بھر نئے بھروسوں کو خسہ دلانے کی  
کوشش کرتے ہیں!“

”بڑی بھبھی بات ہے کہ وہ اس طرح نئے بھروسوں کو سر باڑا دھل کرتے ہیں!“

”دیکھیے... آپ کا کسی پرانے بھر سے سابقہ نہیں پڑا... یہ عزت نور ذات دنوں سے بے  
نیاز اور لا پڑا ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ان کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں!“

”کیوں...?“

"اُس انجمن کا بیکی تو مقدمہ ہے۔"

"بڑی عجیب انجمن ہے۔" روشنی کی دلچسپی بڑھنے لگی۔

"ہم لوگوں کا خیال ہے کہ عقل مندی ہی انسانیت کے لئے دبالتین گئی ہے۔"

"وہ کیسے....؟" روشنی نے پوچھا اور ایک دیگر کو اشادے سے بلا کر کافی کے لئے کہا۔ پھر بڑھنے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ بڑھا کہہ رہا تھا۔ "ایم اور ہائیزو جن بزم احتقان کی ایجاد نہیں ہیں۔"

"اوہ....؟" روشنی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اور اب اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی کریک آڈی سے محفوظ نہیں کر رہی ہے۔

وہ جلدی جلدی پلٹنیں جمپکاتی ہوئی بولی۔ "یہ فلینیوں کی انجمن ہے!"

تھرگز نہیں۔۔۔ قلفی ہی تو آدمیوں کو عکنندہ ہاتے ہیں۔۔۔ بڑھنے نے مجیدگی سے کہا۔ "اُس انجمن کے انراض و مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ قفسے کی کتابیں خرید خرید کر نذر آتش کی جائیں۔"

"واہ یہ بھی عجیب ہے۔ کیا ایسا کرنے سے قفسہ فا ہو جائے گا۔"

"ہم اس حق ہی نہیں ہے۔۔۔ ان باتوں پر غور کرنے لگیں تو عقل مند نہ کہلائیں۔"

حالانکہ آپ نے ابھی تک ایک بات بھی بے دوقینی کی نہیں کی۔" روشنی مکرانی۔

"بہت زیادہ عقل مندوں کو اکثر حماقوں میں بھی گہرا ایسا نظر آجائی ہیں۔"

"آپ بھے قلعی احتج نہیں معلوم ہوتے!"

"جو کچھ نظر آتا ہے اس کا اکثر حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا!"

"آپ قتفی ہیں۔۔۔ بھے یقین ہے!"

سکاش آپ قلفی کہنے کی بجائے بھے گندی گندی گالیاں دیتیں۔"

"لوہ ہوتا۔۔۔ قلفی کہنا۔۔۔ گالی سے بھی بدتر ہے!"

"یقیناً۔۔۔ ہم احتقان کے لئے گالی سے بھی بدتر ہے!"

"یا اس انجمن کا کوئی مرکز بھی ہے!"

"تھی ہاں۔۔۔ کیا آپ میرے ساتھ دہاں چلانا پسند کریں گی۔ ہم ہر شام دہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم سے طرح طرح کی حماقیں سر زرد ہوتی ہیں۔"

روشنی کو اپنا حصہ عمران پیدا آکیا۔ وہ سونپنے لگی کہ اگر اس میں ذرہ برابر بھی چھائی ہوئی تو عمران

کے لئے یہ انجمن بڑی پر کشش ثابت ہو گی۔

"میں ضرور چلوں گی۔۔۔؟" روشنی نے کہا۔ "مجھے اپنے سکھ علم نہیں تھا کہ اس شہر میں کوئی

اتھی دلچسپ انجمن بھی ہے۔"

"روز بروز ہمارے ممبر بڑھتے ہی جد ہے ہیں۔ شہر کے بیرونے عقل مند بھی احتج بھے ہیں۔"

"بہت خوب....!"

اتھے میں کافی آئی۔۔۔ روشنی نے اس کے لئے کافی اثر لیں لیکن اس نے پیالی میں شکر نہیں

ڈالنے دی تھی۔ جب وہ پیالی میں دو دو ڈال چکی تو بوزھے نے دو چھپے تھک کے اس میں ڈالے اور

اسے حل کرنے لگا۔ روشنی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی شاید اس سے نظری ہوں گے۔ کیونکہ

تھک کے ذرات بھی شکر ہی کی طرح شفاف تھے اور ان دونوں کی پیالیوں کی بیانات میں کوئی فرق

نہیں تھا۔ تھک کی پیالی پہلے ہی میز پر موجود تھی اور شکر ہی پیالی کافی کے ساتھ آئی تھی۔۔۔

ڈیالی میں دھوکا ہو سکتا تھا۔

لیکن روشنی نے اسے نوکا نہیں۔۔۔ وہ اصل اس پیوشن سے لطف اندہ زدہ پاپتی تھی

جب وہ کافی کا گھونٹ لے کر نہ اسامنہ بناتا۔

اس نے گھونٹ لے کر نہ اسامنہ بنا لیا لیکن اسے عقل سے ایسا گلید یہ اور بات بے۔۔۔ ت

تحوڑی دیر تھک کی پیمائش کرنی پڑی ہو۔

"آپ نے شاید قلعی سے تھک ملا لیا ہے۔" روشنی بس کر بولی۔

"عین دیدہ دانتہ ملا لیا ہے۔ محض اس ملاقات کو یاد کار بنانے کے لئے۔"

"سیں نہیں سمجھی۔"

"آپ میری محض ہیں۔۔۔ اسلئے میں آپ کو بھلا کنیں چاہتا۔ اگر آپ اس وقت بخت اپنے ساتھ

نہ لاتیں تو پہ نہیں کتنی دیر تھک میری درگٹ بھتی رہتی ہوں میں بھاگن دقت جب بخت اس میں۔

"لیکن یاد رکھنے اور تھک کی کافی پیٹے میں کیا تعلق ہے۔"

"بس یہ تھک کی کافی بھتی بہت یاد رہے گی اور میں آپ کو بھلاکن سکوں گا۔" اس نے بھی

صوصومیت سے کہا اور روشنی بے ساخت بھی پڑی۔

وہ کافی کے گھونٹ لے لے کر منہ بھاتا اور بینے کی ماش کر تارہ بہ روشنی بھتی رہی لیکن اس

آدمی کی سمجھی گئی میں ذرہ بہ بھی فرق نہیں آیا۔

"آج ہمارے یہاں ایک بہت بڑے احتیاط کی تقریب بھی ہو گی۔" بوزہ نے کافی ختم کر کے رہا۔

"آپ میرا شیخیت بڑھا رہے ہیں!۔" روشنی نے کہا۔  
"میں صرف حقیقت عرض کر رہا ہوں!۔"

کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھے رہے بھر انہوں کے لئے اسٹاپ پر اب بھیز نہیں تھی۔ جلدی انہیں بس مل گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد بوزہ حاصل ٹھویں سڑک پر آتا۔ اور روشنی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

سڑک سے وہ ایک گلی میں مزکر کچھ دور پڑھنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے رک گئے۔ جس پر "دار الحکم" کا بورڈ آؤزاں تھا۔

ایک دربان نے ان کا استقبال کیا اور وہ عمارت میں داخل ہو گئے۔ ایک طویل اور کشادہ راہبادی تھی۔

دھنڈا ایک گوئیں آواز سنائی دی۔ "ہاٹ! ہو کس دیزیر... (فہردا وہ کون آتا ہے)!"

"فرینڈز....!" بوزہ نے بھیز کر جواب دیا اور روشنی کو بے ساختہ ہنسی آگئی۔ سامنے یہ ایک سمجھیدہ صورت آدمی فتحی وردی میں گدھے پر سوار نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں لکڑی کی ایک بندوق تھی۔

"پاس ورڈ پلینز....!" اس نے ان دونوں سے اس وقت کہا جب وہ اس کے قریب بیٹھ گئے۔

"جمپاک....!" بوزہ نے کہا اور آگے بڑھ جانا چاہا۔ لیکن وہ آدمی گدھے سے کوہ کر رہا میں حاکم ہوتا ہوا بولا۔ "آپ اندر نہیں جائیں گے!"

"جا تو رہے ہیں!۔" بوزہ نے لاپرواں سے کہا۔

"جذبے ہیں....!" گدھے سوار نے حرمت سے دہرا لیا۔

"ہاں....!"

"اچھا جائیے.... مگر آج کا پاسورڈ جمپاک نہیں ہے!"

"تو بھر جنم ہو گا!"

"دونوں کو ملا کر کہنا"

"جمپاک جنم....!"

"ہم.... کہا ہے آج کا پاسورڈ آپ جائیے ہیں۔ میرے گدھے کو کوئی اعتراض نہیں!"

"کوئی.... صاف کہنے گا!" بوزہ مغموم آواز میں بولا۔ "میں آپ کے گدھے سے سلام کرنا

بھول گیا تھا!"

پھر اس نے جھک کر بڑے لوب سے گدھے کو سلام کیا اور گدھے سوار سے مصافحت کرتا ہوا

آگے بڑھ گیا۔

روشنی بھی آگے بڑھ گی۔ اس نے اس میں ایک بد بھی ان دونوں کے چہروں پر غیر سمجھی

کے آہن نہیں پائے تھے۔

راہبادی سے گزر کر ہاں میں پہنچے۔ یہاں روشنی کو متعدد مردوں کو گورنمنٹ نظر آئیں۔ ان

سے بھی کوئی حافت ہی سرزد ہو رہی تھی۔ روشنی فتحی اور وہ لوگ اسے اس طرح گھور رہے

تھے جیسے خود اسی سے کوئی حافت سرزد ہو رہی ہو۔

ہاں بہت بڑا تھا اور یہاں کچھ اس ڈھنک سے میزیں اور کریں لگائی گئی تھیں۔ جیسے وہ کوئی

کلب ہو شفاف وردیوں والے کچھ دیڑھ بھی ہاتھوں پر مشروبات کی کشیں اٹھائے ہوئے تو ہر دوسرے

آجادہ ہے تھے۔

روشنی کے ساتھی نے ایک میز کی طرف اشده کیا اور وہ بیٹھ گئے۔

"دیکھئے!" اس نے کہا۔ "آپ انہیں دیکھ کر محل مندوں کی طرح خس رہی ہیں۔ اس سے

احراز کیجئے۔ ورنہ احتقان کی دل ٹکنی ہو گی!"

روشنی نے سمجھی گئی اختیار کر لی۔ ان کے قریب ہی وہی میز کے گرد تین آدمی بیٹھے ہوئے

تھے۔ اتنے میں ایک دیڑھ مل لے آیا۔ ایک آدمی نے ٹھیٹری میں رکھا ہوا پرچہ اٹھا کر دیکھا اور

جب سے پر س کھل کر اس میں سے نوٹوں کی گذی تھا۔

"کوئی!..." اس نے پریشان لہجے میں کہا۔ "میرے پاس تو پاچ گا ایک بھی نوٹ نہیں ہے۔ پھر!"

اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف سوالیہ اذاد میں دیکھا۔ لیکن ان کے چہروں پر بھی تشویش

کے آہن نظر آتے رہے۔

پھر دفعتہ ایک آدمی نے دس کا ایک نوٹ گذہ سے نکال کر اسے نکلے سے بچا دیا اور ایک بکرا مٹھتی میں رکھتا ہوا بولا۔ ”دس کے نصف پانچ ہوئے... اور یہ تمہاری ٹپ...!“ اس نے دوسرے نکلوے سے ایک باریک سی دھنی نکال کر مٹھتی میں ڈال دی۔ دیر سلام کر کے برتن سیٹ لے گیا۔

پھر روشنی نے ایک عورت کو دیکھا جو اتنے جوتے پہننے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ تھوڑی دیر جنگ مارتی رہی پھر دونوں جوتے اٹھا کر میز پر رکھ دیئے۔

”سکر گئے ہوں گے۔!“ ساتھی انہیں سمجھی گئی سے بولا۔ ”موسم بھی تو لکھنا وابھیات جا رہا ہے۔!“

”پھر کیا میں یہاں سے نکلے جو جاؤں گی۔!“ عورت روہنی ہو کر بولی۔

”نہیں... نہبہ دیں کوشش کرتا ہوں۔!“ مرد نے کہا اور فرش پر بیٹھ کر اسے جو تاپہتائے لگا رہ شی نے دیکھا کہ وہ بھی انہی جوتا غونے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تمہارے بھر عی بے ذمہ گئے ہیں۔!“ آخر اس نے جنگ بڑا کر کہا۔

”پکھ دیر پہلے تو نہیں تھے۔!“ عورت بولی۔ ”پکھ نہیں یہاں اس شہر میں بڑا فڑا ہو رہا ہے۔ پہ نہیں کس قسم کے چڑے کے جوتے بنائے جا رہے ہیں جو جو دوں سے اترتے ہی سکر جاتے ہیں۔!“

روشنی کا دل چاہا کہ وہ ان کی گنگوٹی میں دھل دے بیٹھے۔ لیکن پھر وہ خاموش ہی رہ گئی۔ احقوں کے درمیان عقل مندی کا مظاہرہ بھی اس کی دلانت میں حفاظت ہی ہوتا۔

اس کا ساتھی خاموش بیٹھا تھا اور اس کی توجہ کسی کی طرف بھی نہیں تھی۔ دفتر روشنی کو صدر دروازے میں ایک آدمی دکھائی دیا اور وہ اپنے ساتھی کی طرف جک کر بولی۔ ”دیکھئے... سبی صاحب تھے جنہوں نے بس اشآپ پر آپ کے چینیں رسید کی تھیں۔!“

”اکو... شاکر صاحب... یہ تو بہت پرانے نمبر ہیں۔!“ بوزھا مسکرا کر بولا۔ ”میں پہلے ہی بمحض گیا تھا کہ وہ کلب کا کوئی پرانا نمبر ہی ہو گا۔!“

”کیا آپ کو اب بھی ان پر غصہ نہیں آیا۔...؟“

”تی نہیں قطعی نہیں۔... میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ غصہ صرف لکھنودوں کو آتا ہے۔ پہلے میں بھی عقل مند تھا۔ مگر اب آہستہ آہستہ بے وقوف ہو تا جا رہا ہوں۔!“

”مگر.... محمد ابھی تک میری سمجھو میں نہیں آیا۔!“

”متعدد آہستہ سمجھو میں آتا ہے۔ ویسے ہمارا تو یہی خیال ہے کہ ہم کوئی خاص مقصد نہیں رکھتے۔ مقاصد کے چکر میں بھی صرف لکھنودی پڑتے ہیں۔!“

وفتح اس عورت نے جھلا کر اپنے دونوں جوتے ایک طرف اچھال دیئے۔ ان میں سے ایک تو کسی کی پلیٹ میں گرا اور دوسرا ایک شریف آدمی کے سر پر۔

مگر خلاف موقع ہاں کی فضا پر سکون ہی رہی۔ قبیلہ سکون ہی کی تعلامت ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بے تحاشا نہیں رہے تھے۔ انہیں وہ دونوں بھی شامل تھے جن کی جو توں نے کسی نہ کسی طرح تواضع کی تھی۔

روشنی کا ساتھی بھی فس رہا تھا۔ مگر روشنی خاموش تھی اس کی سمجھو میں نہیں آرہا تھا کہ آخر یہ لوگ ہیں کیسے؟ اگر سبی واقعہ کسی دوسری جگہ ظہور پر ہو اہو تا توہاں خون کی ندیاں بہہ گئی ہوتیں۔

”آپ کو ہنسی نہیں آئی۔!“ اس کے ساتھی نے حیرت سے کہا۔

”میں صرف تحریر ہوں۔....!“

”آپ عقل مند ہیں تا۔... عقل مندوں کو ہنسی کی باتوں پر غصہ آتا ہے لہو غصہ دلانے والی باتوں پر وہ قبیلہ لگاتے ہیں۔ ہم میں اور آپ میں بڑا فرق ہے۔!“

”میرا خیال ہے کہ اگر میں یہاں کچھ دیر اور نہبہ دی تو پاکل ہو جاؤں گی۔!“

”پہلے پہل میں نے بھی بھی محوس کیا تھا۔ مگر اب یہاں قدم رکھتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے میںے جنت میں آگیا ہوں۔!“

”احقوں کی جنت۔....!“ روشنی سکرائی۔

”قہقہتیہ ہماری جنت ہے۔!“ ساتھی نے جواب دیا۔

اچانک روشنی نے ان سکھوں کو کھڑے ہوتے دیکھا۔ اس کا ساتھی بھی کھڑا ہو گیا۔ مجبور اور روشنی کو بھی انہیں پڑا اور پھر اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ وہ لوگ اس گھے سوار کے لئے احترا ن اٹھتے تھے جو اسے دروازے پر ملا تھا۔

”تشریف۔.... رکھئے۔... تشریف رکھئے۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کہتا رہ۔ اس کا گدھا میزوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔!“

”وہ بیٹھ گئے۔... روشنی گھے سوار کو توجہ اور دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ وہ کاؤنٹر کے

قریب چاکر کیا اور بذریعہ نے کسی حم کے مژدوب کا ایک گلاں سے پیش کیا۔ وہ گھرے پینے پینے ہی اسے پینے لگ۔

ایک دیر اس کے گھرے کو بیکٹ کھلرا تھا۔

”یہ کون صاحب ہیں....؟“ روشنی نے بوڑھے سے پوچھا۔

”ہماری انجمن کے صدر...؟“

”روشنی بے احتیاط ہنس پڑی۔...!“ پھر بولی۔ ”کیا یہ سدا وقت گھرے کی پشت پر گزدتے ہیں۔؟“

”میں ہاں.... مگر یہ محل انتیازی جیسیت برقرار رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔ صدر اور ہام میزدہ میں کچھ فرق تو ہوتا ہی چاہئے!“

روشنی پھر ہنس پڑی اور دیر بیک ختنی تھی۔ بوڑھے نے کہا۔ ”یہ بات آپ کو مسخر خیز معلوم ہوتی ہے!“

”نہیں.... میں تو سرت کا اکتمان کر رہی تھی۔ تو یہ نیچے اہستہ ہی نہیں۔!“

”نہیں.... بیال سے جاتے وقت وہ گھرے سے اڑ آتے ہیں۔ گدھا نہیں رہتا ہے۔“

گدھا پھر میزدہ کی طرف مڑا۔... جناب صدر گلاں ختم کر کچھ تھے اور اب ان کے ہونٹوں میں ایک سگریٹ دبا دا تھا۔

”حضرات....!“ انہوں نے میزدہ کے درمیان گدھاروں کو کہا۔

”امسیں برادری کا ایک رکن دیوالہ ہو گیا ہے۔ اس کیلئے فوری طور پر دس ہزار کی ضرورت ہے۔“

اتا کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ روشنی نے دیکھا کہ ادگوں کی جیبوں سے پر س نکلنے لگے ہیں۔

کچھ اپنی چیک بکوں کے اور ان اٹ رہے تھے۔

ایک دیر گھرے کے قریب ایک خالی کشی لئے کھڑا تھا۔

دیکھتے ہی کشی میں نوٹوں اور چیزوں کے لئے ڈیپر لگ گئے۔

روشنی کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ دوسرا طرف دیکھ جناب صدر کے ہم سے کشی میں آئی ہوئی رقومات کا شکار کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے اہستہ سے کچھ کہا ہے مخے کے لئے جناب صدر بھی دو پھر سیدھے ہوتے ہوئے انہوں سے بلند آواز میں کہا۔ ”خاتمن حضرات یہ پندرہ ہزار ہیں۔ خیر پاٹی ہزار انجمن کے خزانے میں داخل کردیجئے چاہیں گے۔“

روشنی نے گھوس کیا ہے ان لوگوں نے اس کا نوشی نہ لیا ہو۔ اب وہ پہلے ہی کی طرح تفریحات میں مشغول ہو گئے تھے۔

”مجھے بڑی حیرت ہے....؟“ روشنی نے آہستہ سے دہر لیا۔

”کس بات پر....؟“

”آنی ڈرائی دیر میں پندرہ ہزار اکٹھے ہو گئے دوسری نے یہ بھی نہ پوچھا رہ کلب کا دیوالہ مجرم کوں ہے جس کے لئے اتنی بڑی رقم درکار ہے۔ پانچ ہزار زیادہ آگئے تو انجمن کے خزانے میں داخل کے چدھے ہیں۔ لیکن میں کسی کے پیچے پر بھی احتجاج کیے آئندہ نہیں دیکھتی!“

بوڑھا ہے لگ۔ پھر کچھ دیر بعد اس نے کہا۔ ”آپ حمل مند ہیں اس لئے آپ کو اس پر حیرت ہے۔ ہم احتجاج اتنی حمل کہاں سے لا سیں۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں۔ ہماری برادری کے ایک فرد پر مسیبت پڑی ہے۔ اس لئے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہئے۔ جناب صدر کا خیال ہے کہ بیٹھ پانچ ہزار انجمن کے قذف میں جمع کر دیجے جائیں۔ لہذا ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ وہ صدر ہیں اس لئے ہم سے زیادہ احتیق ہوں گے۔ وہ بھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتے۔“

یہ انجمن روشنی کے لئے دنیا کا آخر ٹھوٹاں بخوبی ثابت ہو رہی تھی۔

بوڑھے نے کہا۔ ”یہاں اکٹھ حمل مند لوگ آتے ہیں۔ لیکن کچھ دونوں بعد وہ ہم سے استدعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی یہ وقوف ہے۔...!“

”میں خود بھی سچی سچی رہی تھی کہ میں بے وقوف بن سکوں گی یا نہیں۔!“

”واردِ حق“ کے دروازے ہر ایک کے لئے ہر وقت کٹلے رہتے ہیں۔!

”کیا میں آسانی سے بھر بن سکوں گی۔!“

”آسانی سے تو نہیں۔... پہلے آپ کو یہاں کچھ دونوں تک بطور مہماں آنا پڑے گا۔ پھر جب آپ ہر پہلو سے انجمن کا چائزہ لے چکیں گی تب....!“

”آخر یہ کیوں....؟“ روشنی نے بے صبری کا مظاہرہ کر کے اسے جلد بھی پورا نہ کرنے دیں۔

”تاکہ بعد میں آپ کا اپنے نیٹلے پر پچھتا نہ پڑے۔ تو سکا ہے آج آپ بھر بن جائیں گیں۔ کل آپ کو افسوس ہو۔!“

”توہ میں سمجھ گئی۔ یعنی میں جلدی نہ کروں پہلے ابھی طرح انجمن کو آجھ لوں۔!“

روشی باہر آئی... یہ ابھن اس کے ذہن پر نمی طرح چاہی تھی۔ وہ بتا بھی اس کے متعلق غور کرتی اتنی ہی گہرائیں اس عظیم میں نظر آتیں حالانکہ ابھی اسے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم تھا مگر بعض حالات کی بنا پر وہ قیاس تو کریں سکتی تھی۔



روشی تقریباً آٹھ بجے قیامت میں پہنچی۔ اسے توقع نہیں تھی کہ وہاں احقوف کے شہنشاہ سے بھی ملاقات ہو سکے گی۔ مگر عمران موجود تھا۔ شاید تین ماہ بعد قیامت میں اس کی شکل دکھائی دی تھی۔ روشنی نے دنیٰ بیک میز پر ڈال دیا اور کوت اتارنے لگی۔

”کیوں تم کہاں تھے؟“ اس نے عمران کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔ جو سر جھکائے بیٹھا ناخون سے میز کا پالٹ کھڑج رہا تھا۔

”آج سے اتحاد میں سال پہلے ماں کے پیٹ میں تھا!“ عمران نے سر اٹھا کر کہا۔ ”ابتدہ اس سے پہلے کا ہوش نہیں ہے!“

”اگر تم بیری وجہ سے یہاں رہتا پہنچنے نہیں کرتے ہو تو میں کہیں اور انقلام کرلوں!“  
”یہ تو بڑا اچھا خیال ہے!“ عمران نے آہستہ سے راز دارانہ لبھ میں کہا۔ ”بیس بیرا بھی انقلام کر لیند کو نکل میں اب سلیمان کی محل نہیں دیکھنا چاہتا۔ یہ کبھی مجھ سے بھی فراہ کرنے لگا ہے!“

”کیوں..... وہ کیا کرتا..... اس سے زیادہ شریف اور ایمان دار ملازم آج تک میری نظر دوں سے نہیں گزرے!“

”تم خواہ خواہ اس کی طرف داری کر کے مجھے عصہ نہ دلاو.....!“ عمران نے غسلی آواز میں کہا۔ ”اس کبھی کی وجہ سے میری عقل چوپت ہو گئی۔!“  
”کیوں....!“

”ہزار بار کہا مردود سے کہ مجھے موٹگ کی ڈال نہ کھلایا کر..... لیکن نہیں ماند۔ محل چھپت کر کے رکھ دی۔ پرسوں ..... پے نہیں کیا لایا تھا۔ وہ پہلی چپاتیوں کی محل کا..... مگر وہ چپاتی کی طرح ڈھیلا اٹھا نہیں تھا اور دانتوں کے پیچے کڑکڑا تھا۔ اور جھاپڑ..... جھاپڑ.....!“  
”پاپڑ..... جتاب.....!“ سلیمان نے حضور پھر اپنے دل سے سکھا۔ ”جھاپڑ.....!“

”تھی ہاں..... سکھی بات ہے؟“  
روشنی انواع و اقسام کی حقائقیں دیکھ کر محفوظ ہوتی رہی۔ جنہب صدر اب بھی گدھے ہی پر راجحان تھے۔ اکثر وہ ایک میز سے دوسرا میز کی طرف گدھا لک کر لے جاتے اور اس طرح وہ مختلف آدمیوں سے گفتگو کرتے پھر رہتے تھے۔

روشنی کچھ دیر بعد بولی۔ ”آپ نے کہا تھا کہ کوئی صاحب تقریر بھی کریں گے۔!“

”ہاں..... ہو تو گئی تقریر.....!“

”کہاں.....؟“

”جباب صدر نے ابھی تقریری کی تھی۔!“

”یہ تقریر تھی۔!“ روشنی نے حیرت سے کہا۔

”بھی دیکھنے ہم احتقان لوگ بہت زیادہ با تمن نہیں ہتاتے..... یہ تو عمل مندوں ہی کا کام ہے کہ اگر چندہ بھی مانگنا ہو تو زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیں۔!“

”بہرے خدا..... آپ بہ قلب فلسفی ہیں.....!“ روشنی نے کہا۔ ”سب قلبی..... یہ بات آہستہ آہستہ سمجھ میں آتی ہے۔!“

”یک بیک بوڑھا فلکر مند نظر آنے لگا۔ روشنی نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ کچھ فلکر مند سے نظر آنے لگے ہیں۔!“

”ہاں..... میکی سوق رہا ہوں کہ آپ خدا نخواستہ ممبر بن گئیں تو ہم سب جہا ہو جائیں گے۔!“

”کیوں.....؟“

”آپ ہمیں حقیقی فلسفی بنانے کی کوشش شروع کر دیں گی اور ہماری انتہے دنوں کی محنت بر باد ہو جائے گی۔!“

”اوہ آپ تو عمل مندوں کے سے انداز میں گفتگو کرنے لگے۔!“

”میں ابھی حائل ہی میں ممبر ہا ہوں۔!“

روشنی چھ دیر اور وہاں تھہری پھر بوزھے سے اجابت طلب کر کے انھی اور پڑتے وقت یو نجی شردار نا اس نے جتاب صدر کے گدھے کو جک کر سلام کیا اور جتاب صدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے دعا دی۔ ”خدا تھیں خرشیں کرے۔!“

”پاپ کے پیچے....!“ عمران مخفیں بھیت کر کرڑا ہو کیا۔ ”جسے آج معلوم ہوا کہ وہ موگک کی دل سے ہاتے جاتے ہیں!“

”موگک کی تواجھے ہوتے ہیں!“ سلیمان بولا۔

”روشی....!“ عمران دھالا۔ اسے ہٹالے چڑا میرے سامنے سے.... درست میں اس کے خارج ان بھر کو قتل کر دوں گا!“

”ختم کرو....!“ روشنی نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ ”کہنیں میں بھی بر جاؤ تمہارے ساتھ نہ کروں!“

”میاں نے جھیں موگک کے پاپ کھلانے ہیں۔!“ عمران الٹ پڑا۔

”آپ کچھ بھول رہے ہیں صاحب....!“ سلیمان نے کہا۔

”میا بھول رہا ہوں....!“

”آج آپ کی خاموشی کا دن ہے.... بھٹلے پانچ سال سے آپ مغل کے دن خاموش رہے آئے ہیں!“

”اوہ.... ہب....!“ عمران نے ہونٹ پر ہونٹ بٹائے۔

”سنو....!“ روشنی نے اسمنہ ہٹا کر بولی۔ ”میں آج تم سے زیادہ حق آدمیوں سے ملک آری ہوں۔!“

اور پھر وہ بیان کر چل۔ عمران خاموشی سے سخارہ۔ لیکن جب وہ اس کے خاموش ہو جانے پر بھی کچھ نہ بولا تو روشنی کے جوش و خروش پر پالی پر گیا۔ وہ بھی تھی کہ شاید عمران اس کے متعلق کچھ اور بھی معلوم کرنا چاہے گا۔

دقائق فون کی گھنٹی بیجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”بیلے....!“

”بلیک زرید.... سر....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”میا خبر ہے....؟“

”وہ تمن آدمی ہیں جتاب....!“ وہ دینی سیکھی کی پرسل اسٹنٹ سر نہماں ان کے ساتھ ہے!“

”کیا وہ اب بھی کلب میں ہی موجود ہیں!“

”تھی نہیں.... اب وہ فنگو کے پھر ہوں گیں کہیں میں ہیں۔ میرا خیل ہے کہ ان کے راستے لیک نہیں ہیں۔!“

”ان پر نظر کو.... لیکن تمہارے خیال سے وہ اس پر کہ میں ہیں۔!“

”آنہوں نے سر نہماں کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔!“

”لوہ.... اچھا تم دیں تھہر و.... میں آ رہا ہوں۔ لیکن اگر ان دونوں میں وہ اسے کہیں لوار لے جانا چاہیں تو تم میرا انتقالہ نہیں کرو گے۔ سمجھے۔!“

”تھی ہاں....؟“

عمران نے سلسلہ متعلق کر دیا۔

”یا قصہ ہے....!“ روشنی نے پوچھا۔

”چند محتلوں نے سر نہماں کو بہت زیادہ پلا دی ہے۔!“

”کیا مطلب....؟“

”سر نہماں کا مطلب تاؤں.... یا بہت زیادہ پلا دینے کا....!“

”تم نے شہوی کب کی....؟“

”بہت زیادہ پلا دینے کے لئے شہوی ضروری نہیں ہے۔!“

”میں تمہارے سر پر کسی سخن دوں گی۔!“

عمران کوئی جواب دیئے پہنچ قلیٹ سے باہر کلآل آیا۔ سرک کے کنارے اس کی نوکری موجود تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے انہیں اٹھاٹ کیا اور کافر فرنے بھرنے لگی۔ وہ شہر کے ایک بڑے ہوٹل فنگو کی طرف جا رہا تھا۔ پھر وہ منٹ بعد اس نے کار فنگو کے پھانک والے فٹ پاتھ سے لکھا۔ اسے کپڑا ٹھیٹ میں نہیں لے گیا۔ کار سے اتر کر وہ کپڑا ٹھیٹ میں واپس ہو۔

ڈائیک ہال میں بھی کار کا رخ کیہیوں کی طرف ہو گیا۔ گر بھر چدر ہو گیا۔ کہیں کے سامنے رکے بغیر اسے واپس ہونا پڑا کوئے کھڑے پھر ہواں کہیں خالی تھا۔ عمران بڑی لاپرواں سے چلا ہوا پھر ہاہر آکیا۔ اس طہیہاں تھا کہ بیک زیر دنے ان کا وجہ جان چھوڑا ہوا کافر مفتریت اس کی طرف سے کوئی دوسری اطلاع ملے گی۔ لہذا اب اسے جلد از جلد داش میزل بھینٹا چاہئے۔ کیونکہ ایسے حالات میں اس کے ماتحت داش میزل ہی کے فون نمبر استعمال کیا کرتے تھے یا پھر سڑی نراثی میزوں

کے ذریعہ ایکس نو سے رابطہ قائم کرتے تھے۔

عمران نے تیزی سے کپڑاٹنٹے کی..... اور اپنی کار کی طرف بڑھا مگر دوسرے ہی لوگوں  
اسے رک جاتا پڑا کیونکہ بلیک زیر داؤس کی کار سے پشت نکالے کمزرا آئکسیں مل رہا تھا۔

یہ ایک محنت مند اور تو لا جوان تھا۔ قد متوسط تھا اور اعضاہ مضبوط تھے۔ وہ عمران کے قریب  
بھی جانے کے بعد بھی اسی طرح آئکسیں مبارکب۔

"کو..... وو..... کیا ہوا ہے..... جسمیں!؟" عمران اس کا شکنڈ جھینجھوڑ کر بولا۔

بلیک زیر دے ساختہ اچھل پڑا..... لور پر فوجیوں کے سے انداز میں سیدھا کمزرا ہو گیا۔

"جتاب مجھے بے حد افسوس ہے۔!" اس نے کپپالی ہوئی سی آواز میں کہا۔ "تعاقب جاری نہ  
روہ سکا۔!"

"کیوں.....؟" عمران کا الجہ بہت سرد تھا۔

"وہ شاید اس سے واقف ہو گئے تھے کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔!"

"جسمیں کیسے معلوم ہو اکہ وہ واقف ہو گئے تھے۔!"

"مرے سر کے پچھلے حصے پر ایک دوسرے سر نمودار ہو گیا ہے۔!"

وہ آگے کی طرف جک جک کر اپنا سر نٹوتا ہوا بولا۔ عمران نے اس کے سر میں درم محسوس کیا۔

"یہ کیسے ہوا.....؟" اس نے پوچھا۔

"وہ صدر دروازے سے نکل کر کپڑاٹنٹے میں نہیں آئے تھے..... بلکہ انہوں نے بغلی دروازہ  
نحوں کیا تھا جو اس گلی میں کھلا ہے۔" بلیک زیر دے ایک قریبی گلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے  
کہا۔ "مسن نعمانی ہوش میں نہیں تھی۔ وہ آدمیوں نے اسے سہارا دے رکھا تھا اور تیرہ ان کے  
پیچے تھا۔ جب وہ دروازے سے نکل گئے تو میں بھی آگے بڑھا گئی کچھ ختم تاریک سی رہتی ہے۔  
دو چار قدم ہی چلا ہوں گا کہ کسی نے پشت سے سر پر کوئی دُنیٰ چیز باری اور میں وہیں ڈھیر ہو گیا۔  
بس پھر ابھی ابھی ہوش آیا ہے۔!"

"لوہ.....؟" عمران تشیش کن انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

"میں نے بہت اختیال برتنی تھی جتاب.....؟" بلیک زیر دے خوشادانہ لہجے میں کہا۔

"پر وہ موت کر دے..... کیا ان تینوں میں وہ آدمی بھی تھا جس کے اوپر پری ہونٹ میں خفیف سا

"کاف ہے!"

"تی ہاں..... تھا.....؟"

"پلو..... بیٹھ جاؤ....!" عمران نے کہا اور دوسری طرف کی کمزی کی کھول آرائیز ہج سنبھالا  
ہوا بولا۔ "میں جسمیں مسز نعمانی کے مکان کے سامنے اتار کر آگے بڑھ جاؤں گا اور میں منٹ بھک  
اگلے موڑ پر تمہارا انتشار کروں گا۔ جسمیں یہ معلوم کرتا ہے کہ وہ گمراہ بچھی یا نہیں؟"

"بہت بہتر جتاب.....!"

کار چل پڑی..... ان دونوں نے راستہ خاصو شی سے ملے کیا اور دس منٹ بعد عمران نے گاڑی  
روک دی۔ بلیک زیر دے اور گاڑی پر چل پڑی۔

اگلے موڑ پر عمران نے اسے سڑک سے اتار کر انہن بند کر دیا۔

یہاں سے مسز نعمانی کے مکان کا قابلہ زیادہ سے زیادہ دو فر لائگ رہا ہو گا۔

ومر ان گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ اب وہ احتقنوں کی انجمن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ روشنی سے ملی  
ہوئی اطلاعات غلط نہیں ہو سکتی تھیں۔ کیونکہ عمران کو اس انجمن کے وجود کا علم پہلے ہی سے تھا۔  
لیکن وہ دور ہی سے اس کے متعلق معلومات فراہم کرنا چاہتا تھا۔ بذات خود اس نے "دارالحق"  
چانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

بلیک زیر دے چند رہ منٹ کے اندر ہی اندر واپس آگیا۔ اور آتے ہی اس نے کمزی کی پر ہاتھ رکھ  
کر جھکتے ہوئے آئتے سے کہا۔ "گمراہ بلیک پڑا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اندر کوئی بھی نہیں ہے۔!"

"اچھا بس.....!" عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "تمہارا کام ختم ہو گیا۔"

پھر اس نے مشین اسٹارٹ کی..... اور گاڑی سڑک پر لے آیا۔

"سنو.....!" عمران نے گاڑی پر روک کر کہا۔ لیکن انہن نہیں بند کیا بلیک زیر دے تیزی سے  
آگے بڑھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا تعاقب نگاہ کے قریب ہی سے شروع ہو گیا تھا۔!" عمران نے آئتے  
سے کہا۔

"نہیں.....؟" بلیک زیر دے کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں..... آں..... ویکھو..... تم اور سے پڑھ کر اونٹ ہوتے ہوئے پہل داہم جاؤ..... میں

تاقب کرنے والوں کو دیکھ لون گا۔“

بلیک زیر نے سڑک کے بائیں جانب والے نیب میں چلاںگ لکلی اور بارکی میں عابہ ہو گیا۔ شہر کا یہ حصہ اس وقت سنان پڑا تھا۔ دراصل یہ شہری آبادی سے دور تھا۔ بیہاں چند چھوٹی مسوئی کو نہیاں تھیں اور ایک بی بی بننے نوریم... چوار تھتے کا ایک کارخانہ بھی تھا اور اس کے بعد پہ کوئی تعلالت نہیں تھی۔ بائیں جانب چار فرلاںگ لمبی پریٹ کروٹ تھی اور پریٹ کروٹ کے دوسرے سرے پر شہری آبادی کا کچھ حصہ تھا۔

عمران کی کارپور فرائی بھرنے لگی۔ اس کا ذیل قلد نہیں تھا کہ اس دوران میں اس کا تعاقب ہوتا۔ ہاتھ جیسے ہی اس کی کار آگے بڑی تقریباً ایک فرلاںگ بچپے کسی کار کی ہیئت لا پہنچ رہا۔ ہو کر تحرک نظر آنے لگتی۔ دوسرا کار کی رفتاد بھی ناسی تھی تھی۔ عمران نے اس کی روشنی عقب نما آئینے میں دیکھی اور بائیں ہاتھ سے جیب میں جو گلم کا یکٹ ٹوٹنے لگا۔ ”شائیں...!“ دھٹا ایک گولی ہٹ کے کیتوں کو پھٹاتی ہوئی دوسرا طرف نکل گئی۔ پھر دوسرا۔ پھر تیسرا۔۔۔ اور عمران نے اپنی گاڑی بائیں جانب والے نیب میں کردی گئی تھیں۔ دی۔ پھر انہیں بند کے بغیر چپ چاپ نیچے آگئی۔ دیسے روشنیاں ضرور گل کر دی گئی تھیں۔ دھٹا عمران کے سڑک کی طرف دوز رہا تھا۔ قل اس کے کہ سچھلی کار وہاں پہنچی عمران نے زمین پر لیٹ کر پوزیشن لے لی۔ تو سڑ کے قرب سے گزرتے وقت ہامیں آدمیوں نے اس پر تین قاز پھر گئے۔۔۔ لیکن کار وہاں رکے بغیر آگے بڑھی چل گئی۔

دھٹا عمران کے ریو اور سے شعلہ لکلا اور ایک زور دار دھاکے کے ساتھ وہ کار لٹکرانے لگی۔ پھر رک گئی اور تین سارے اس میں سے اچھل کر بھاگے۔ لیکن عمران نے بالکل تقدوروں کے سے انداز میں پار جھیں لگائیں اور ان کے سر دل پر بھٹک لیا۔ ان میں سے ایک نے ٹھوکر کھائی مگر زمین پر گرنے سے پہلے ہی عمران کی گرفت میں آیا۔ یہ اور بات ہے کہ گرفت میں آنے والے کی سرینی کی وجہ سے کار اس کی کھوپڑی رقص کرنے لگی ہو۔

وہ کوئی حورت تھی۔ عمران کی گرفت ڈھلی پر گئی اور پھر وہ نکل ہی گئی ہوئی لیکن اتفاق سے دوبارہ اس کی کلائی عمران کے ہاتھ میں آئی۔ اس کے دنوں ساتھیوں کا کہل پڑنے تھا۔ ان کے بھائیوں ہوئے تھے اور ان کی آواز بھی اب

نہیں آری تھیں۔

”چھوڑ گئے۔۔۔ خبیث....!“ حورت اسڑیاں اندرا میں چھکی۔

”خبیث چھوڑ نے کے لئے نہیں کہتا۔۔۔!“ عمران آہستہ سے بولا۔۔۔ اگر اب تم چھکیں تو اس خبیث کی ایک ہی گولی تھیں ابdi خند سلاوے گی۔“

حورت خاموش ہو گئی اور عمران اسے اپنی گاڑی کی طرف کھینچنے لگا۔

”جسے چھوڑ دو۔۔۔ خدا کے لئے چھوڑ دو۔۔۔!“ حورت نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں مسز نہیاں تم بہت زیادہ نہیں ہو۔۔۔ اگر میں نے چھوڑ دیا تو تم منہ کے میں زمین پر گرد کی اور پھر تمہارا یہ حسین چہرہ کسی کو دکھانے کے قابل نہ رہ جائے گا۔“

”تم کون ہو۔۔۔!“

”منی بائی کا ٹپٹی۔۔۔ بس تم چپ چاپ چلی آؤ۔۔۔ ورنہ مجھے ذر ہے کہ یہیں تاریخ دھننا نہ شروع ہو جائے۔“

عمران نے تو سڑک اور روازہ کھول کر اسے اندر دھکیل دیا۔



جو لیا ہاضر واڑی نہیں تھا جسے ہی دلی تھی کہ فون کی تھیتی بھی اس نے رسیور اٹھا کر جلا کئے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”یہلو۔۔۔!“

”ایکن ٹو۔۔۔!“ دوسرا طرف سے آواز آئی۔

”لیں سر۔۔۔!“ جو لیا بوجھلا گئی وہ بھی تھی شاید تھویر نے شندی آئیں بھرنے کے لئے اسے فون کیا ہے۔

”دیکھو۔۔۔ ریٹھ کر اس روڑ پر بننے نوریم کے قریب ایک کار کڑی ہوئی ہے۔۔۔ اس کا ایک ہاڑ پھٹ کیا ہے۔ معلوم کرو کہ وہ کس کی کار ہے۔۔۔ اس کے لئے تم تھویر خاور اور صدر سے مدالے لکھیں۔۔۔ پلکہ تم صرف انہیں اس کی اطلاع دے دو۔۔۔ وہ اس کا نمبر نوٹ کریں۔۔۔ اسٹریگ وغیرہ پر الگیوں کے نشانات ٹھاش کر سکیں تو بہتر ہے۔۔۔ تم مت جلا۔۔۔ اور انہیں یہ بھی سمجھا جانا کہ احتیاط بر تنی کیوں کر غلط کا تھجی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے ان کی کھوپڑیوں کے سرخ گئے پریں۔۔۔!

”بہت بہتر جاتا۔۔۔!“

یہ سب کچھ تھا.... لیکن جو لانے کبھی یہ سوچنے کی رخصت نہیں گوارا کی تھی کہ جس طرح عمران کی بے نیازی پر غصہ آتا ہے ممکن ہے اسی طرح تو یہ بھی اس پر جھنگلاتا ہو۔ وہ عمران سے قریب ہونے کی کوشش کرتی اور عمران اس سے دور بھاگتا اس نبڑی طرح اس کی عشقی پوکھلا ہٹوں کا سعکھ اڑاتا کہ بعض اوقات وہ اس پر دانت بھی بیٹھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو بھی تیرنے لگتے۔ یوں عمران کہتا کہ اس وقت وہ اخباری زبان کے مطابق "غم و غصہ" کی تصویر بن کر رہ گئی ہے۔ اس پر وہ اور زیادہ چلنا پاہوتی۔ لیکن قبر دردش بر جانی دردش!۔



عمران داش منزل کے ساٹھ پرد ف کرے میں مہل رہا تھا اور سامنے ایک خوش خل عورت آرام کری پر نہم دراز تھی۔ اس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ تناسب الاعضاء ہونے کی بنا پر اس کی دلکشی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ دفڑا عمران نے رک کر کہا۔ " مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم گوگلی نہیں ہو دیے یہ اور بات ہے کہ میری کار میں سوراخ کرنے والے روپ اور گونے ہی رہے ہوں۔ کیونکہ میں نے اس وقت فائز کی آواز نہیں سنی تھی۔ جب سننا تھا ہوئی گولیوں اور میرے سر کے درمیان صرف آٹھ انچ کا فاصلہ تھا۔!"

"خدا کے لئے مجھے جانے دو....!" عورت نے گلوکیر آواز میں کہا۔

" یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب تم مجھے سارے حالات سے آگاہ کر دو۔!" "کیسے حالات....!" عورت یک بیک پھر گئی۔ "میں اپنے چند دوستوں کے ہمراہ بفرض تفریح نکلی تھی۔ تم نے فائز کر کے ہماری کار کا ایک ٹائر چھاڑ دیا.... اور پھر میرے دوستوں کو زد و کوب کرنے کے بعد مجھے زبرد سی یہاں اٹھا لئے۔!"

"خوب... کیا تمہیں توقع ہے کہ تم کسی عدالت میں پیش ہو سکو گی؟" عمران نے مسکرا کر کہا۔ "تم کون ہو....!" مز نہماں نے اسے گھوڑتے ہوئے پوچھا۔ "میں تمہیں یہاں اس لئے نہیں لایا کہ تمہارے سوالات کے جواب دوں گا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے فیکر میں شر ایوں کی ایکس۔ یہ شروع کی تھی۔!" "اگر اس سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تو میری وہ حرکت غیر قانونی نہیں کی جاسکتی۔!"

"شب تیغیر...!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا جو لایکی پیشانی پر ٹکر کا گہر اغبار چھاگیا تھا۔ اس نے خاور کے بڑا نیل کر کے ایکس نو کا پیغام پہنچایا۔ پھر صدر کو بھی اعلان ہو۔ اس کا دل نہیں چلتا یا نہ تجویر سے رابطہ قائم کرے مگر حکم حاکم مرگ مفاجا ت مجبور اُسے اس کے نمبر ڈائل کرنے پڑے۔ ایکس نو کا پیغام سختی تجویر نے کہا۔ "خدا غارت کرے اس آدمی کو بھی جیسی نہیں ہے۔ جو لیا سنو... کیا تم بھی اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کر دیں؟.... کیوں ٹھکرارہے ہے؟"

"میں تمہاری کوئی بے کاری نہیں کر رہی۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ بیجا کروں گا!"

جو لایکی ہرید بکوں سے پچھے کے لئے سلسلہ منقطع کر دیا۔ تجویر اس کی جان کو آجیا تھا مگر بھت ازاہ وہ عشق جاتا اس کی نظرت بڑھتی جاتی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کونسی ایسی تدبیر اختیار کرے کہ اسے تجویر کی کو اس نہ سخنی پڑے۔

وہ آرام کری پر دراز ہو کر ایکس نو کے متعلق سوچنے لگی۔ کیا وہ بھی اسے تجویر کی بتواس سے نہیں بچا سکے گا۔ اس نے اکثر سوچا تھا۔ ایکس نو سے اس کی شکایت کرے لیکن پھر نہ جانے کیوں ہتھ نہیں پڑی۔ آخر وہ اس سے کہتی بھی کیا۔ کس طرح کہتی۔ ... بہر حال وہ عورت تھی۔

یہ سو دا ب اس کے سر سے نکل چکا تھا کہ عمران ہی ایکس نہ ہے۔ کیونکہ اور ہر کسی بڑا اس نے عمران کی موجودگی میں فون پر ایکس نو کی آواز سنی تھی اور خود عمران تک ایکس نو کے پیغامات پہنچائے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ عمران کے ایکس نو ثابت نہ ہونے پر اسے بے حد افسوس ہوا تھا۔ شکرال سے واہی پر عمران نے اسے یہ باور کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی کہ وہ ایکس نو نہیں ہے۔ لبندادہ جب بھی اپنے ماتحتوں میں موجود ہوتا کسی نہ کسی کے لئے فون پر ایکس نو کا پیغام ضرور موصول ہوتا۔ یہ دراصل عمران کے پر اسرا ماتحت بلیک زیر دی کی آواز ہوتی ہے اس لئے خاص طور پر ایکس نو کی طرح بولنے کی مشکل کراہی تھی۔ اس طرح وہ اپنے بیقی ماتحتوں کے شبہات رفع کرنے میں کامیاب ہوا تھا ورنہ شکرال میں قیام کے دوران ان سکھوں کو قریب تھیں یہ ہو گیا تھا کہ ایکس نو عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتے۔

"تم قانون کی بات نہ تھا... میں صرف یہ سلومن کرنا پڑتا ہوں کہ تم نے یہ ذہنگی کیوں رچار کھاتا۔!"  
"میں اس سلسلے میں کوئی گھنگو نہیں کرنا چاہتی!"

"چھی بات ہے... جھیں یہیں اسی عدالت میں مرنا پڑتے گا جبکہ میں ٹھابت ہوں کہ تم عکر خارج کے ایک ڈپنی سکریٹری کی استفت ہو... اور اب مجھے کو اطلاع دیئے بغیر تم عاشر ہو جاؤ گی اس طرح تمہاری مذہبیت بھی جائے گی اور تم بھروسہ بھی قرار دی جاؤ گی!"

"آخر یہ سب کیوں ہو گا... سن تو کسی... نہ ہو...!"  
 عمران نے کوئی جواب دیئے بغیر دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ خود کا دروازہ بند ہو کر مقفل ہو چکا تھا۔

عمران دوسرا سے کرے میں آیا اور یہاں سے فون پر بلیک زیر کے نمبر ڈائل کئے  
"بلیک...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم کم بھائی گئے ہو...!"  
"لبس سر...!"  
"کوئی خاص بات...!"

"نہیں جناب... میرا خیال تھا مگن ہے میرا بھی تعاقب کیا جادہ ہو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اس بدر ایسا نہیں ہوا!"

"بلیک.... اچھا سنو ان لوگوں کو علم تھا کہ تم ان کی گرفتاری کرتے رہے ہو۔ آج انہوں نے یہ سلومن کرنے کے لئے کہ تم تھا ہو یا تمہارے ساتھ کچھ اور آدمی بھی ہیں یہ ذرا سادہ اٹھ کیا تھا میں نہیں قطعی نہیں تھی بلکہ میرا خیال ہے کہ شاید ایک گھوٹ بھی اس کے طبق سے نہ اترتا ہو۔ بہر حال وہ جھیں بے ہوش کر کے دہن کہنے چھپے رہے۔ غالباً وہ آج تمہارا تعاقب کرنا چاہے تھے۔"

"کوئی...!" بلیک زیر ڈیلیل "تو مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی جتاب۔ میں وہاں آپ کی گزاری کیوں کر اس کے قریب رک گیا تھا۔ اگر اس کا شہر بھی ہو گیا ہوتا تو آپ سے دور ہی رہے کی کوشش کرتا!"

"پروٹوکولت کرو...!" عمران نے کہا۔ "ہم... بہت تم ان کی نظر وہ میں آنے سے اخراج کرتا!"  
"اُس کام پر لیفٹینٹ صدیقی کو مأمور کر دو...!"

"بہت بہتر جاہب.... مگر کیا میک اپ سے کام نہیں چل سکتا۔"  
"نہیں... جھیں دوسرا سے کام بھی انجام دینے ہیں اور وہ کام پھر بتائے جائیں گے۔ فی الحال تم آرام کرو...!"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے اپنے ٹیلی فون کے نمبر ڈائل کئے  
"روشی... روشی...!" اس نے ماذکھ پیس میں کہا۔ مگر دوسری طرف سے روشنی کی بجائے سلیمان کی آواز آئی۔

"ابے تو روشنی ہے!..." عمران دھاڑک  
"وہ سونے کے لئے چلی گئی ہیں جاتا...!"  
"جگادے... فوراً...!"  
کچھ دیر بعد دوسری طرف سے روشنی کی بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔  
"کیا بات ہے... تم سے خدا سمجھے میں سو گئی تھی!"  
"اوہ... روشنی ڈیگر... بہت ضروری بات ہے!"  
"مگر تم مجھ سے بجھ نہیں کرو گی!"  
"بکو بھی... مجھے نیند آری ہے!"

"میں نے تمہارے لئے ایک بہترین اور آرام دہ فلیٹ کا انتظام کر لیا ہے اور جھیں اسی وقت وہاں خلص ہوتا ہے۔ مگر نہ ہو...!" تم نے اس بوزھے احتی کو اپناؤپنے تو نہیں بتایا تھا۔!  
"نہیں... کیوں...?"  
"میں بہت عرصہ سے اس اجمن کے چکر میں ہوں اور اتفاق سے اب ایک بہترین موقع ہاتھ آیا ہے!"

"میں نہیں کبھی صاف صاف کہو...!"  
"وہ جھیں اجمن کا مبہر ہاتا نے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تم مبہر بن جاؤ۔!"  
"اوہ... مگر اس کی کیا ضرورت ہے.... کیا وہ کوئی جرم کر رہے ہیں...!"

"تمہارا خیال صحیح بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر شہر ہے!“  
"کس نمبر کا شہر...!"

"روٹھی ذیزیر وقت نہ برپا کرو... میز کی چلی دراز میں کچھ چاپیاں ہیں ان میں ایک ایسی بھی  
ہے جس میں سرخ رنگ کا حلقت پڑا ہوا ہے۔ اسے نکال کر اپنے سامان سیست آٹھویں شاہراہ کی  
کریم بلڈنگ میں چلی جاؤ۔ قیمت نمبر گیارہ میں تمہارا قیام ہو گا۔ وہ چالی اسی کی ہے اور کل شام کو  
تمہارا "دار الحمن" پہنچا بہت ضروری ہے!"

"لیکن میں دوسرے قیمت میں کیوں جاؤں...!"

"محض اس لئے کہ تمہارا بھجے سے کوئی تعلق ظاہر نہ ہو سکے!"

"میں کچھ گتی... اچھا... اس قیمت میں کتنے کرے ہیں...!"

"تمن... بہت شاذ از قیمت ہے۔ تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی اور پاس پڑوس والے تمہیں  
شہزادی کبھیں گے کیونکہ اس عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی قیمت اتنا شاذ نہیں ہے۔"

"تم مجھے یہ تو قوف تو نہیں بنا رہے!"

"نہیں ذیزیر... اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو مجھے گولی مار دینا۔ اب دیر نہ کرو۔ اس قیمت میں  
فون بھی ہے۔ میں تمہیں اپنے کچھ پر ایجوبہ نمبر بھی بتاؤں گا جن کے ذریعہ تم مجھے سے ہر وقت  
گفتگو کر سکو گی اور اب میں بھی کچھ دنوں تک اپنے قیمت کا رخ نہیں کروں گا!"

"اوہ... تو کیا یہ کوئی بہت زیادہ اہم مسئلہ ہے!"

"ہاں ذیزیر... اہم ترین... بس اب تم وقت نہ برپا کرو۔ ایک گھنے بعد میں تمہیں وہیں فون  
کروں گا!"

"اچھا...!" روٹھی نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔



دوسرے دن عمران اور صدر سر زکیں ہاپ رہے تھے۔ وہ پیدل ہی چل رہے تھے اور ان کے  
چہروں پر گھنی ڈاڑھیاں تھیں۔ لباس ہر دوں کا ساتھ۔ دونوں نے تقریباً پورہ منٹ سے ایک  
دوسرے سے گفتگو نہیں کی تھی اور پیدل چلتے ہوئے تو تقریباً ادھ گھنٹہ ہو چکا تھا۔

بندرگاہ کے علاقے میں وہ آئیں اشیش کے قریب رک گئے۔ یہاں ان دونوں ملک کے تبل کے

پہلوں سے پائپ لائنوں کے ذریعے تبل لایا جاتا تھا اور یہ واحد آئیں اشیش تھا جہاں سے ملکی  
تبل کی تعمیم ہوتی تھی۔

وہ دونوں فٹ پا تھے پر بیٹھ گئے۔ یہاں وہ تھا نہیں تھے۔ فٹ پا تھے پر خاصی بھیز تھی اور یہ  
سب گودی کے مزدور تھے۔ جو خوانچہ فروشوں اور گھٹی چائے والوں کے گرد بھیز لگائے ہوئے  
تھے۔ کچھ دیر بعد ایک ہر دور ان کے قریب آگئے بیٹھ گیا۔ شائد عمران نے اسے اشارے سے اپنی  
طرف متوجہ کیا تھا۔

"کیا خبر ہے؟" عمران نے آہستہ سے پوچھا۔

"آج کمی نہیں ہوئی!" ہر دوسرے جواب دیا۔ پورے چار ہزار گیلن کی اطلاع تھی۔ وہ  
ب پہنچ گیا!

"کل.... کیا رہا تھا؟"

"چار ہزار گیلن کی اطلاع تھی.... لیکن صرف ڈیڑھ ہزار گیلن یہاں تک پہنچا!"

"جب تو یہ پاپ لائیں کی خرابی نہیں کمی جاسکتی!" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ اب تک مجھوںی طور پر کچھ ہزار گیلن تبل غالب ہو چکا ہے!"

"تم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ کچھ ہزار گیلن کی کمی ہے!"

"میں سنی سنائی بات نہیں کر رہا....!" ہر دوسرے جواب دیا۔

"میں نے ریکارڈ دیکھا ہے!"

"اوہ.... جب تو تم بڑی ہو شیاری سے کام کر رہے ہو!"

"میرا نام چھاہا ہے!" ہر دوسرے نے سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "اور آپ کیا فرماتے پھر رہے ہیں  
ومران صاحب!"

"کچھ نہیں.... میں تم بھیزوں کی رکھوائی کا کتا ہوں....?"

"لیکن یہ چکر کیا ہے!"

"چکر کے متعلق ایکس نو سے پوچھتا!" عمران نے جواب دیا۔ "اب تم جاؤ.... اس وقت  
تک یہاں سے نہیں ہو گے جب تک کہ ایکس نو کی طرف سے تمہیں کوئی اطلاع نہ ملتے!"

"آخر تم خواہ کوواہ میرے یہ پچھے پڑ گئے ہو۔ کیا اس کام کے لئے دوسرے نہیں تھے۔ اے

میرے کنڑوں سے اتنی بدبو آرہی ہے کہ خدا کی پتا...!  
”بھی.... یہ ایکس ٹوکا انتقام ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں۔!  
”تواب اور کیا کہنا ہے؟“

”بہت کچھ.... تمہیں کسی ایسے آدمی کی تلاش ہوئی چاہئے جو اس کی کا سبب جانتا ہو!“  
”صلح کے خل نہ۔ عمران صاحب ایسا آدمی وہاں ملے گا جہاں سے تم آتا ہے یا بہا۔!  
”بہاں بھی مل سکتا ہے۔ جس منطق کو تم فکر کا ذریعہ بناتے ہو اسے دوسرا شاید قول کرنے پر تیار نہ ہوں اور دوسروں کا طرز فکر تمہارے سوچنے کے آغاز سے مختلف ہو سکتا ہے۔  
اس لئے ایسے معاملات میں منطق کو خل دینا... حادثت ہی ہے۔!  
”اچھی بات ہے....!“ چہاں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ پھر وہ انھا اور ایک طرف چلا گیا۔ عمران نے اسے ایک گلی میں مرتے دیکھا اور صدر سے بولا۔ ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ لوگ کام سے جان کیوں چراتے ہیں۔!

”آن کل اسے بھی جو لیا سے کچھ کچھ عشق ہو چلا ہے۔!“ صدر نے نفس کر کہا۔  
”اُرا ایس نواس عورت کو اسٹاف سے الگ کر دیتا تو بہتر تھا۔!“ عمران بڑھ لیا۔  
”مگر عمران صاحب.... وہ تو آپ کے لئے پاگل ہو رہی ہے۔!  
”اس کا بڑا احسان ہے کہ وہ میرے لئے پاگل ہو رہی ہے۔!“ عمران مایوسانہ لبکھ میں بولا۔  
”ماکش میں دولت مند ہوتا اور اس کے لئے ایک عظیم الشان پاگل خان تعمیر کر اسکتا۔ پاگل خان تاج خل کے نمونے کا ہے آئندہ نسلیں دیکھتیں اور عش عش کرتیں.... دوسرے دوسرے لوگ عش عش کرنے کے لئے بہاں آتے۔!  
” صدر ہنسنے لگا۔ عمران انھیں گیا تھا۔ وہ دونوں پھر ایک طرف چل پڑے۔

”آخر تمل کا کیا قصہ ہے۔!“ صدر نے پوچھا۔  
”تیل کا قصہ تمل والے جانیں۔ میں تو صابون پیچتا ہوں۔!  
”آبا.... تو آپ کو بھی علم نہیں ہے۔!  
”ایکس.... ایکس نواس کو کا طریق کار بھی ہے کہ اس کے ماتخوں کو پورے واقعہ کا علم ہرگز نہیں ہونے پاہے۔!

”لیکن میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی کٹ پوشیدہ نہیں رہتا۔!  
”ایک کٹ.... آج تک مجھ سے بھی پوشیدہ ہی رہا ہے۔!  
”کیا....!“

”نہیں کہ ایکس نواسی عورت کی اولاد ہے یا بکری کی.... بالکل بکریوں کی طرح ہوتا ہے۔!  
” صدر ہنسنے لگا پھر بولا۔ ”میرا خیال ہے کہ فون پر ووائپی آواز بھاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔!  
”خدا جانے....!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا اور ایک گندی ہی گلی میں کھس پڑا۔  
بیہاں بھاٹ بھاٹ کی بدو بھیں گوئی رعنی تھیں۔ صدر نے ہاک بند کر لی۔  
”ہمیں.... یہ کیا اتناڑی پن....!“ عمران نے اسے ٹوکا۔ ”یہ نہ بھولو کہ اس وقت تم اس طبقے کے ایک فرد کے بھیں میں موجود ہو جو انہیں بدو بھیں میں جنم لیتا ہے اور انہیں میں مر جاتا ہے۔ ہاتھ ہٹاؤ۔!  
”مجھے قہ ہو جائے گی۔!“ صدر گھنٹی گھنٹی سی آواز میں بولا۔

”پروادہ مت کرو.... ہو جانے دو....!“ عمران نے سخت لہجہ میں کہا اور صدر کی روح تک لزاٹھی کیوں کل اس لبکھ میں اسے شکرال والے عمران کی جھلکیاں محسوس ہوئی تھیں۔ دوسرے یا لمحے میں قطعی غیر ارادی طور پر اس کا ہاتھ ہاک پر سے ہٹ گیا۔  
”وہ بھی رات کار کا کیا قصہ تھا۔!“ عمران نے پوچھا۔  
”جو لیا نے اطلاع دی تھی کہ ریڈ کراس پر ایک ایسی کار کاہی ہوئی ہے جس کا ایک پہیہ بے کار ہو گیا ہے۔ کار کا نمبر نوٹ کرتا تھا۔ میں اور سوریہاں پہنچنے لیکن ہمیں کوئی ایسی کار نہیں مل سکی۔!  
” عمران نے اس پر رائے زندگی کی۔ صدر بھی خاموش ہی رہا حقیقت تو یہ تھی کہ وہ گفتگو کے لئے ہونٹ کھولنا ہی نہیں کی۔ صدر بھی خاموش ہی رہا تھا جیسے من کھلنے پر یہ ساری بدو بھیں اس کے حل کے پہنچے اتر جائیں گی۔

” خدا خدا کر کے گلی ختم ہوئی اور وہ ایک کشادہ سڑک پر آئئے۔ کچھ دور چل کر عمران رک گیا۔  
”اب میں ایکس نواس کے حکم کے مطابق تمہیں ایک کام سوچتا ہوں۔!  
” ضرور.... ضرور....!  
” تمہیں اس فٹ پاٹھ پر ان مزدو روں کے ساتھ سوچا پڑے گا۔!

اور وہ اسے کوئی غیر ملکی جاؤں سمجھتا تھا۔ وہ کافی دیر تک اس مسئلے پر غور کرتا رہا کہ مسٹر نعمانی کی زبان کسی طرح سکھلوائی جائے..... آخر کار اس نے اس سے کہا۔ ”تم ایک عرضی لکھوکر تمہیں تین دن کی رخصت دی جائے۔“

"میں نہیں لکھوں گی۔!" اس نے چڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

”ملازمت سے بر طرف کر دی جاؤ گی۔!

”مجھے پرولوگ نہیں ہے۔!

”پھر سوچ لو..... تمہارا اس طرح غائب ہو جانا ایک مجرمانہ فعل ہو گا۔ کیونکہ ان دونوں تم مجھے کے لئے ایک اہم کام انجام دے رہے ہیں اور اس کے کاغذات تمہاری ہی تحویل میں ہیں!“

"تم کیا جانو...!" مز نہماںی یک بیک چوک پڑی۔

”میں کیا نہیں جانتا.... کیا تم اپنی بچپنی زندگی کے متعلق بھی کچھ سننا چاہتی ہو.... میرا خیال ہے کہ اگر سفرِ نعمانی کو تمہاری بچپنی زندگی کے کچھ حالات معلوم ہو جائیں تو وہ تمہیں متعلق بھی رکے رکھے ہیں۔“

"نہیں....!" دفڑا سر نجافی کے چہرے پر زردی نظر آنے لگی۔

"میں غلط نہیں لکھ رہا۔ تم خود بھی اسے سمجھتی ہو۔!"

تم آخر ہو کون ...؟

”کالا چور... لیکن تم سے صرف اتنا ہی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تنہوں کون تھے اور تم اپنیں کب سے جانتی ہو۔ جان پہچان کیسے ہوئی تھی؟“

آخر کیوں پوچھتا جائے ہو۔؟

”اب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کر دیں گا۔“ عمران نے ناخوش گوار بچے میں کہا۔  
”میں جارہا ہوں اور تقریباً ایک ہفتے بعد میری واپسی ہو گی۔... یہ بھی سن لو کہ اس کمرے کے  
مہمانوں کے لئے صرف قیام کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ طعام کا نہیں۔ اس لئے سوچتا ہوں کہ ایک  
ہفتہ بعد تم کس حالت میں ملوگی۔... اچھا نہیں۔... بچے بچے قطعنی نہ سوچا جائیں۔“

### مران جانے کے لئے انہیں

"ظہر و...!" سر نعمانی کپکپائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میرے خدا...!" مخدود اپناء سہلانے لگا۔ لیکن عمران اس کی طرف دیکھا۔ "یاں دینے بغیر بولا۔ "اوہ مرد بکھو... کیا تم ان مزدوں دل میں اپنے کسی ساتھی کو پیچھا نہ سکتے ہو!۔"

صدر نے شش پا تھوڑے نظر آنے والے بے شمار ہر دور، سپر نظر ڈالی..... ان میں بوت پاش کرنے والے معداں بڑھی اور بوجھ اٹھانے والے..... ہر طرح کے ہر دور تھے۔

"اوہ.....!" صدر نے تھوڑی دیر بعد آہت سے کہا۔ "میں نے پچان لیا۔ وہ سرخ قُبیش والا  
قینی طبر پر لفٹنٹ سدیقی ہے۔"

مگن..... تمہاری اسی صلاحیت کی بناء پر ایکس نو تھم سے اہم ترین کام لینا چاہتا ہے۔ بہر حال ب ایکس نو نہیں پاہتا کہ تمہاری موجودی میں صدیق یہ کام انجام دے۔ تم خود دیکھ رہے ہو کہ س کامیک اپ کتنا قص ہے..... تم نے اسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا!

"اچھی بات ہے...!" صدر نے اپنی تعریف پر خوش ہو کر کہا۔ "مگر کام کیا ہے؟"

عمران دوسری طرف والی عمارت کی جانب اشداہ کر کے بولا۔ ”یہاں ایک ایسا آدمی رہتا ہے جس کے ادپری ہونٹ پر بائیس جانب خفیض سا شگاف ہے۔ تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے اور یہ یکمنا ہے کہ یہاں کس قسم کے آدمی آتے ہیں۔“

”اطلاع دینے کی کیا صورت ہو گی۔؟“

"و تما فو قاجولیا کو فون کرتے رہا اور اسی سے تمپین پریاٹ بھی ملیں گی۔"

”آخر ایس ٹونے ایک عورت کو ہمارا تھا جن کیوں بنا رکھا ہے؟“ صدر بولا۔

"یہ اسی سے پوچھا۔۔۔ اچھاں چلا۔!" عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔



عمران مز فتحی کو ہر طرح ذرا تاحد ہمکارا بھلے۔ لیکن اس سے کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ کسی  
ست پر بھی یہ بتانے پر تید نہیں تھی کہ ان مشتبہ آدمیوں سے اس کے تعلقات کس حتم کے  
تھے۔ اگر وہ مرد ہوتی تو عمران اس پر تشدد بھی کر گزرتا۔ مگر وہ عورت تھی اور اس کا تعلق محکم  
ارجح سے خابر ٹھکر خالدجہ سے تعلق ہونے کی بنا پر عمران کو توشیش ہوئی تھی۔ اگر وہ اس  
دہی کے ساتھ نہ دیکھی جاتی جس کے اوپری ہونت پر خفیف سائھا فتحا تو شاید عمران اس کی  
رف دھیان دینے کی بھی ضرورت نہ محسوس کرتا۔ اس آدمی پر عرص سے عمران کی نظر تھی

"چلو نہبڑا گیا...!"

"میں احتجوں کی انجمن کی ممبر ہوں...! وہ آہستہ سے بولی۔

"ایکی بھک تو تم اسی کا ثبوت دتی رہی ہو۔!" عمران نے اپنے لجھ میں بے تینپید اکر کرے ہوئے کہا۔

"پھر جب تمہیں یقین ہی نہ آئے تو بتانے سے کیا فائدہ...!" مز نہماں خوش گوار لجھے میں بولی۔

"تم کہتی جاؤ... دنیا میں بس اسی ایک انجمن کی کی تھی۔ وہ یہاں کے لوگوں نے پوری کر دی۔!"

"میں پڑھتا سکتی ہوں پہلے تم تصدیق کرو... پھر میں بتاؤں گی۔ جن لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے وہ مشکل ہی سے یقین کریں گے۔"

"میں یقین کروں یا نہ کروں... تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہو! تمہارے بیان کی تصدیق کے لئے میرے پاس ذرا موجو ہیں۔!"

"وہ بے پرواہ اور کھلندڑے آدمیوں کی انجمن ہے۔ جوز برد سی احمد بن کرزندگی کو ایک سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ شرم اور بے شرمی میں فرق نہیں کرتے۔ عزت اور ذلت دونوں ہی ان کے لئے بے معنی الفاظ ہیں۔ نہ انہیں غصہ آتا ہے اور نہ وہ غم کو پاس بھکنے دیتے ہیں۔ نہ مبروں کو ان چیزوں کا عادی بنا نے کے لئے انہیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ پچھلی رات ہم شرم اور بے شرمی کا فرق مثار ہے تھے۔"

"کیا مطلب...!"

"انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ شر ایوں کی ایکٹنگ شروع کر دوں۔ مجھے اس کے تصور سے ہی کمن معلوم ہوتی۔ لیکن پھر کلب کے قوانین کے مطابق مجھے ان کے کہنے پر عمل کرنا ہی پڑا مجھے بڑی شرم معلوم ہو رہی تھی اس لئے میں نے شر ایوں کی طرح لزکڑا کر چلتے وقت آنکھیں بند کر لی تھیں۔!"

وہ نہری طرح جھینپ رہی تھی اور اس طرح رک رک کر بیان کر رہی تھی جیسے اسے یادداشت پر زور دینا پڑ رہا ہو۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔ "اب سوچتی ہوں کہ اگر وہ

آزمائش ہی تو وہ دونوں بھاگ کیوں گھے؟"

"کسی آزمائش...!" عمران نے پوچھا۔

"ہم ہوئی سے نکل کر ایک گاڑی میں بیٹھے۔"

"گر گاڑی میں تو وہی آؤتے۔!"

"ہاں... صدر صاحب اس وقت ہمارے ساتھ نہیں تھے۔"

"صدر صاحب...!"

"ہاں... انجمن کے صدر... وہ دار الحکم میں گھے پر سوار رہے ہیں۔!"

"یہ دار الحکم کیا جلا ہے؟"

"اس عمارت کا ہم جہاں ہمارے اجتماعات ہوتے ہیں۔ اسے تم ایک حرم کا کلب سمجھ سکتے ہو۔"

"میا صدر وہی تھا جس کے اوپر ہونٹ پر شکاف سا ہے۔"

"ہاں... وہی... وہ اس وقت کا دار میں موجود نہیں تھے۔ جب تمہاری گاڑی پر انہوں نے قاڑ کئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ تم بھی انجمن کے ایک نے ممبر ہو۔ لہذا وہ تم پر نعلیٰ پستول سے قاڑ کر کے دیکھیں گے کہ تمہیں غصہ آتا ہے یا نہیں۔!"

"وہ...!" عمران نے آنکھیں پھاڑ کر ہونٹ سکوڑ لئے اور پھر کچھ سوچتا ہوا سر ہلانے لگا۔

"لیکن... اگر یہ بھن آزمائش تھی تو وہ بھاگے کیوں...؟ اور شاید آپ انجمن کے ممبر بھی نہیں ہیں۔!"

"میری گاڑی کے ٹھہر میں تم سو راخ ہیں۔!"

"پھر میں کیا کروں... مجھے تو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہوا۔...؟"

مرعن تھوڑی دریکھ کچھ سوچتا ہوا پھر بولا۔ "تم تمدن کی رخصت کیلئے ایک عرضی لکھ دو۔!"

"کیوں...؟ نہیں اب بھی کسی کی باتوں میں آگر کچھ نہیں کر سکتی۔"

"خیر... مجھے اسید ہے کہ یہ کرہ تمہارے لئے زیادہ تکلیف دہ ثابت نہ ہو گا۔!"

"خدا کے لئے مجھے جانے دو۔..." مز نہماں کھسکیا۔

اس وقت بھک تھیں بھاں تھیں رہا پڑے گا جب بھک کہ مجھ پر حملہ کرنے والے با تھوڑے

آجائیں۔"

"میرا اس حلقے سے کوئی تعلق نہیں ہے!"

"نہ ہو....!" عمران نے لاپرواں سے کہا۔ "مگر اس کار سے ضرور تحقیق تھا جس سے فائز کے گئے تھے۔"

"میرے خدا.... میں کس مصیبت میں پہنچ گئی۔" اس نے روہانی آواز میں کہا۔ "مجنون ہمک تجارتی رسائی کیے ہوئی تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"کوئی.... کاش وہ واقعہ پیش نہ آیا ہوتا.... یا میں وہاں موجود نہ ہوئی۔"

"وہ خاموش ہو گئی اور عمران جواب طلب نکاروں سے اس کی طرف دیکھا رہا۔ اس وقت اس پر تمہارے پر حادثت کے آثار نہیں تھے۔"

"ایک ماہ گمراہ....!" وہ کچھ دیر بعد شنیدی سانس لے کر بولی۔ "میں جھاگیر پارک میں ایک لیڈر کی تقریر سننے گئی تھی۔ چون گلہ مجھے دیر ہو گئی تھی اس لئے بہت پچھے کمزے رہتا پڑا۔ میرے قریب ہی ایک فیشن اسٹول صدر آدمی بھی موجود تھا۔ تقریر کے دوران میں نے اسے کتنی بار کراہتے سن۔ پھر وجہ معلوم ہوتی تو میری حیرت کی کوئی انتہا رہی۔ ہمارے پچھے کمزے ہوئے آدمیوں کے درمیان ایک نوجوان گورت موجود تھی جو بار بار اس کا کان پکڑ کر اس زور سے پھینکتی تھی کہ بوڑھے کا پورا جسم مل جاتا تھا۔... لیکن وہ صرف کراہتا اور نسکیاں لیتا رہا۔ ایک بار بھی گورت کی طرف نہیں مڑا۔... کچھ دیر بعد مجھے اس گورت پر غصہ آنے کا جو اس شریف خاتمے ہجت نہ پڑا اور میں نے بوڑھے سے کہا کہ میں نے اس گورت کو دیکھ لیا ہے جو اس کا کان سکھنگے ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ پچھے مڑ کر نہیں دیکھ سکا۔ کیونکہ لوگ اور زیادہ نہیں گے۔ جن لوگوں نے اس گورت کی حرکت دیکھ لی تھی وہ مری طرح ہنس رہے تھے۔"

خاتمے ہجت سانس لینے کے لئے رک گئی اور پھر اس کے بعد کی داستان روشنی کے بیان سے مختلف نہیں تھی۔ وہ بالکل روشنی کی طرح "دارالحکوم" میں جا پہنچی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق وہ بوڑھا بھی احتجوں کی انجمن کا ایک نیا نمبر تھا اور ایک پرانی میرا اس کے صبر و صبط کا احتجان لے رہی تھی۔

چند دیر خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "تمہارے لئے بھی بہتر ہے کہ تم فی الحال بہاں قیام

کرو۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ الحق تمہارے سلسلے میں کوئی حل مددی کر بیشیں۔!"

"بھیجا....؟"

"وہ جھمیں قتل بھی کر سکتے ہیں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں....!" وہ خوف زدہ آواز میں یوں۔

"ہاں.... ورنہ جھمیں زندگی کی صورت میں عام لوگوں کو اس کا بھی علم ہو سکتا ہے کہ اُنکی انکر را گیروں پر گولیاں بھی چلا بیٹھتے ہیں۔!"

مزہ نعمانی اپنے ٹکل ہوتوں پر زبان پھیتر کر رہ گئی پھر بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "آخر ان لوگوں نے آپ پر فائز کیوں کئے تھے۔"

تم خود بتاؤ.... ایسا کیوں ہوا ہو گا۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا اور اس نے ٹکل جھکالیں.... پھر آہستہ سے یوں۔ "میں کیا جاؤں.... لیکن قرین قیاس سے کہ آپ کوئی

سر کاری جاسوس ہوں.... اور احتجوں کی انجمن مجرموں کا کوئی گروہ۔....!"

"تو پھر میں.... بتائیے.... میں کیا کروں.... اگر وہ مجرم ہیں تو انہوں نے مجھے اپنے جاں میں چانسے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"اُبھی ٹکل مجھے ان کی ذات سے مالی نقصان بھی نہیں پہنچا۔"

"ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری طرح سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں۔!"

"کیا مطلب....!" وہ عمران کو گھومنے لگی۔

"کیا تم اپنے ٹکل کی خبریں ان ٹکل نہیں پہنچا سکتیں۔!"

"ہرگز نہیں.... ان لوگوں نے آج ٹکل مجھ سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ میرا ذریعہ معاش کیا ہے۔ میں کہاں رہتی ہوں اور میرے دوسرے مشاصل کیا ہیں۔!"

"خیر کچھ بھی ہو... تم فی الحال وہی کرو جو میں کوں۔ اسی پر تمہارے مستقل کا ختم ہو سکتا ہے۔" مزہ نعمانی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چھرے پر ذہنی انتشار صاف پڑھا جاسکتا تھا۔



دوسری صحیح شہر کے اخبارات میں ایک سننی خیز خبر دیکھی گئی۔ یہ خبر مزہ نعمانی کے حلقوں تھی۔ اس کی پراسرار گشادگی پر ٹکل خارجہ نے تشویش ظاہر کی تھی اور اس کی طرف سے

اعلان کیا تھا کہ مسٹر نہیں کا نشان بتانے والے کو پانچ ہزار روپے بطور انعام دیے جائیں گے۔ بعض نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس کی تحویل میں بعض اہم کاغذات بھی تھے جو بھی مکمل نہیں سیکھنے کو نہیں مل سکے۔ ان اخبارات نے خیال خاہر کیا تھا کہ ممکن ہے وہ کاغذات ہی اس کی گشتنی کا باعث بنے ہوں۔

یہ تمام خبریں عمران ہی کی ایجاد پر شائع ہوتی تھیں۔ اس نے رات داش مزدیں کے ایکہ کمرے میں برسی تھی۔ صبح یہ صبح اس نے جولیا یا فنر واٹر کو فون کیا وہ دراصل یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اسے صدر کی طرف سے کوئی پیغام ملا یا نہیں۔

”تھی نہیں....!“ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ”یہ تبل کا کیا قصہ ہے جتاب!“

”اندر وہ ملک سے جو تبل آئیں اُنہیں کے لئے بھیجا جاتا ہے اس کی پوری مقدار شاذ و نادر ہی پہنچتی ہے۔!“

”بھی پوری مقدار میں بھی پہنچتی جاتا ہے۔!“ جولیا نے پوچھا۔

”شاذ و نادر کا سبھی مطلب ہوتا ہے جولیا۔!“

”اوہ.... معاف کیجئے گا۔ میں ابھی سوکر انھی ہوں جتاب دماغ نیک نہیں ہے۔ تب پھر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ پانچ لاکن میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔!“

”تمہارا خیال درست ہے۔!“

”پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے۔!“

”ہو سکتا ہے آئیں فیلڈ ہی میں کوئی شرکت ہو رہی ہو۔ ایسا ممکن ہے تم دیکھی ہی رہی ہو کر آنکی دنیا دو مختلف کیپوں میں بٹ گئی ہے۔ ایک کیپ کے جاہوں درسے کیپ میں مجھے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کی جزیں کو محلی کر سکیں۔ ہمارے تبل کا مسئلہ بھی مختلف کیپ کے جاہوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کر سکتا ہے۔ دراصل ان دونوں ہم ایک محاباے کے تحت اپنا تبل ایک دوست ملک کو دے رہے ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ معاملات کیا ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ مختلف کیپ کے جاہوں اس میں حارج ہونے کے لئے ایزی چوٹی کا زور لگادیں گے۔!“

”تھی ہاں.... میں نے بھی بینی سوچا تھا.... تو پھر کیا ہم اپنی تمام تر توجہ آئیں فیلڈ کی طرف۔!“

”نہیں.... اس کی ضرورت نہیں ہے۔!“ عمران نے اسے جلد پورا نہیں کرنے دیا۔ ”محکمہ سراج رسانی کے بہترین دماغ وہاں چھان بین کر رہے ہیں.... اور اپنا بھی ایک آدمی ان میں موجود ہے۔!“

”کون....؟“

”ساز جنت نہیں.... وہ بڑی خوش اسلوب سے اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ ابھی تک اس نے جو اطلاعات بھی پہنچائی ہیں اُس نے میرے نظریے کی تائید ہوتی ہے۔ وہاں کچھ مشتبہ لوگ موجود ہیں۔!“

”جب پھر یہاں آئیں اُنہیں پر بھی ہوں گے۔!“

”ہو سکتے ہیں۔!“ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسے صدر کے متعلق تشویش ہو گئی۔ کہیں وہ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو گیا ہو کیونکہ وہ لوگ جن کی گھرانی پر اسے مقرر کیا تھا بہت چالاک تھے۔ ان کی چالاکی کا جیتا جاتا ثبوت خود عمران کی گاڑی کا ہے تھا جس میں اب بھی تین سو راخ موجود تھے۔

اس نے داش مزدیں سے نکل کر ایک نیکی لی اور اسی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں پہنچتے دن صدر کو چھوڑا تھا اس کے ذہن میں بیک وقت کی مسائل ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے۔ روشنی کی داستان مسٹر نہیں کی داستان.... اور اس آدمی کی شخصیت جس کے اوپر ہونٹ پر خفیف سائکاٹ تھا۔

وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھا۔ لہذا اس کے خلاف کافی ثبوت مہیا کئے بغیر عمران کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ شہر میں اس کے کئی چھوٹے مونے کا رخانے تھے اور اعلیٰ حکام تک اس کی پہنچ تھی۔ دعوتوں اور پارٹیوں پر بے تحاشہ پیسے اٹھاتا تھا۔ اکثر تقریبات میں سر برلن ملکت تک کو مدعا کر رہتا تھا۔ مگر اعتماد کی انجمن کا خرنشیں صدر ہوتا عمران کے لئے جدت انگلیز ضرور تھا۔ آخر اس انجمن کا مقصد کیا تھا؟

اس نے مزدیں مقصودے کافی فاصلے پر نیکی چھوڑ دی اور پیوں ہی چل پڑا۔ عمارت کے سامنے والے فٹ پاٹھ پر اس نے چاروں طرف نظر دوڑا۔ لیکن صدر کہیں نہ دکھائی دیا۔ دیسے یہاں اس وقت بھی بہترے مددور موجود تھے۔ عمران کی تشویش بڑھ گئی مگر وہ

اہ کے متعلق کسی سے پوچھ چکے بھی نہیں کر سکتا تھا۔  
اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی تھی کے چاہک پر گلی ہوتی تھیم پیٹھ اسے من چاری ہو۔ نیم  
پیٹھ پر ”آئے ایچ رنگون والا“ تحریر تھا۔ اس آدمی کے متعلق مشہور تھا کہ وہ دوسری بجک عظیم  
کے زمانے میں براۓ بھائی کے چھ ماہ قابل پاپ لائن خراب ہو گئی تھی۔ جس کی درستگی کے  
اطلاعات ہیں۔ اول ذیہ کہ آج سے چھ ماہ قابل پاپ لائن خراب ہو گئی تھی۔ جس کی درستگی کے  
لئے اسیں رنگون والا ہای ایک شخص کو شیکد دیا کیا تھا اور دوسری اطلاع یہ ہے کہ آج صدر  
اے ایس رنگون والا کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہے!“

”دونوں خبریں بڑی شاندار ہیں نہماں....!“ عمران نے ایک نوکی آواز میں کہا۔ ”میں تم  
سے ہے حد خوش ہوں.... ہاں تو رنگون والا اب دہاں کس طبقے میں گیا ہے!“  
”غائب اب پھر اسے پاپ لائن کی درستگی کے لئے شیکد دیا جائے گا!“  
”اوہ... تو ان کی دانت میں یہ پاپ لائن کی خرابی ہی ہے!“  
”جی ہاں.... چیف انجینئر کا خیال ہے!“  
”اچھا تو اب چیف انجینئر پر بھی نظر رکھو....!“  
”بہت بہتر جتاب....!“  
”میا پوری پاپ لائن کی کھدائی کی تجویز زیر غور ہے!“  
”نہیں جتاب.... اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکا۔ پوری پاپ لائن تین سو میل لی  
ہے!“  
”بھر....!“  
”چیف انجینئر کا خیال ہے کہ خربی اسی طبقے میں ہو سکتی ہے جیکی مرمت چشمہ قبل کر لئی گئی  
تھی!“  
”بہت اچھے نہماں.... تم بہت قادرے سے کام کر رہے ہو۔ اچھا دیکھو.... میں تمہاری مدد  
کے لئے صدر کو دیں چھوڑنا ہوں۔ اس سے کہہ دو کہ وہ رنگون والا کے ساتھ داہیں نہ آئے لور  
ہاں دیکھو پاپ لائن کی درستگی کے لئے کھدائی شروع ہونے سے ایک دن پہلے بھجے اطلاع دیں!“

”بہت بہتر جتاب....!“ عمران نے کہا اور ٹرانس میٹر بند کر دیا۔

عمران کھڑا سوچتا رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ مگر پھر رہمنٹ گزر جانے کے بعد بھی وہ  
کوئی نیہنہ نہ کر سکا۔ سرال تو یہ تھا کہ وہ صدر کو علاش کہاں کرتا۔  
اُن حالات کے میں نظر دیا تو کسی جعل میں پہنس کیا تھا یا پھر اس شہر میں نہیں تھا اور نہ  
ایک نوکے ہاں احکامات کے مطابق اسے ہر تیرے گھنٹے پر جو لیٹا فٹرڈاٹ کو روپورٹ دینی چاہئے تھی۔  
ساداون اس نے صدر کی علاش میں گزار دیا.... اپنے ماتحتوں کو بھی ہدایت دی کہ وہ صدر کو  
علاش کریں.... لیکن نوبجے رات تک اسے امید افزار پورٹس نہیں ملیں.... پھر جو لیٹا کافون آیا۔  
”جو لیٹا اسکے سر....!“ وہ کہہ رہی تھی۔ ”نہماں آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ میرا  
خیال ہے کہ اس کے پاس صدر کے متعلق کوئی روپورٹ ہے!“

”میں اس کے متعلق روپورٹ...!“ عمران نے حیرت سے دہریا۔ ”نہماں تو آئیں فیلڈ میں ہے!“  
”جی ہاں.... آپ نے مجھے بتایا تھا.... نہماں نے دہاں کے ریلوے اسٹیشن سے ٹرک کال کی  
تھی۔ آپ سے آج کنی بدل اس نے ٹرانس میٹر پر گھنٹو کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے جواب نہیں  
ٹلا۔ اس نے اسے مجبوراً مجھے ٹرک کال کرنی پڑی.... تاکہ میں اس کا پیظام آپ تک پہنچا سکوں!“  
”اوہ بہت اچھا شکر یہ....!“ عمران نے سلسلہ مقطوع کر دیا اور ساؤنڈ پروف کرے میں آیا۔  
مز نہماں اب بھی نہیں تھی اور بے خرپڑی سوری تھی۔ اس کے غل غپڑے سے بچتے  
کے لئے عمران نے اسے سور فیکا جگشن دیا تھا۔

یہاں آگر اس نے ایک مخصوص تم کے ٹرانس میٹر پر ساری جنت نہماں سے رابطہ قائم کرنے  
کی کوشش کی۔ اس ٹرانس میٹر کی آواز صرف اسی ساخت کا ٹرانس میٹر کچ کر کلکھا کسی

وہ گھرے نظر میں ڈوبا ہوا تھا۔

”وہ پھر ساؤنڈ پروف کرے سے اس کرے میں آیا جہاں فون تھا اور روشنی کے نمبر ڈائل کئے۔“  
”بیٹھو... روشنی... مران اسکلک...!“

”تم مجھے بتاتے کیوں نہیں کہ یہ کیا چکر ہے!“ روشنی نے چھوٹے ہی پوچھا۔  
”چکر یہ ہے کہ میں اس انجمن کو خاک کر دیتا چاہتا ہوں!“  
”کیوں...!“

”میری موجودگی میں کوئی دوسرا اس انجمن کا صدر نہیں ہو سکا۔ مجھے ہے بڑا حق اس شہر میں اور کون ہو گا!“

”صدر صاحب!“ روشنی بے تباہ نہ پڑی۔ پھر بولی۔ ”انہوں نے تو تمن باہ کی چھٹی لے لی ہے۔ لہذا آج تاب صدر کی خوشی کا جشن منایا کیا تھا۔ مجلس عاملہ کے ارکان کا خیال ہے کہ تمن ملک گزرنے کے بعد صدر صاحب احتیطے دے دیں گے کیونکہ وہ دوسروں کا حق مل کر زیادہ دنوں تک خوشیں نہیں رہتا چاہتے... اور عمران تمہارے لئے ایک شنی خیز خبر بھی ہے۔“  
”کیا...!“

”میں نے اندازہ لگایا ہے کہ خواتین مجبودوں میں زیادہ تر ملکہ خداجہ سے تعلق رکھنے والیں ہیں!“

”ملکہ... یہ کام کی بات بتائی ہے!“ عزان چک کر بولا۔

”میں نہیں سمجھی...!“

”ذکر سمجھنا ہی بہتر ہے درست تم اپنے رویے میں بے سانگی نہ پیدا کر سکو گی۔ اب تم کوشش کرو کہ تمہیں جلد از جلد مجبور بنا لیا جائے!“

”میں کل سے ہر گز نہیں جاؤں گی!“

”کیوں...?“

”اس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک کہ تم مجھے اس کے مقصد سے آگاہ نہ کر دو۔!“

”نہیں روشنی تم ایسا نہیں کر سکتیں... تمہیں ہر حال میں مجبور بننا پڑے گا!“

”تم آخوندے بتاتے کیوں نہیں!“

حافت کا جاں

”میں تم سے بھی کوئی بات نہیں چھپاتا۔ لیکن ابھی نہ پوچھو... کھلی گمراہ جائے گا۔ بس تم نہیں اور اس کی کارگزاریوں میں دچکنی لگی رہو!“

”تم مل کر رہے ہو!“

”انجمن کا ناتر کرنے کے بعد... مجھے سے فی الحال دور ہی دور رہو۔ روشنی جن لوگوں سے سابقہ پڑا ہے زیادہ محاط اور چلاک ہیں۔ اگر کہیں راہ میں انقاوی مجھے سے ملاقات بھی ہو جائے تو انجینیوں کی طرح میرے قریب سے گزر جاؤ!“

”اور سنو... آج وہاں ایک عجیب و غریب، حقیقی بھی نظر سے گزر امیں اس کی طاقت دیکھ کر لرز گئی تھی۔ اس نے تائب صدر کی خوشی کے بعد انہیں گھسے سیت اخالیا تھا اور تقریباً دو منٹ تک اسی طرح اخھائے کھڑا رہا تھا!“

”مجھے اس سے کوئی دچکنی نہیں ہے... اگر کوئی کام کی بات بتا سکتی ہو تو تھا!“

”جب مجھے یہی نہیں معلوم کر سعاتے کی نوعیت کیا ہے تو میں کام کی بات کیسے بتا سکوں گی!“  
”صدر نے تین ماہ کے لئے چھٹی کیوں لی ہے!“

”آہا... یہ بھی بڑا لچک قصہ ہے۔ صدر صاحب کا مطالبہ تھا کہ گدھا بدلا جائے۔ موجودہ گدھا ان کی صحت کے لئے مضر ثابت ہو رہا ہے۔ مجلس عاملہ اس پر تیار نہیں ہوئی۔ اس کے ارکان کی مخففرائے تھی کہ انہیں صدر اور گدھے میں فرق نہ کرنا چاہئے۔ اگر گدھا بدلا جائے کہ تو صدر بھی بدلا جائے گا۔ صدر صاحب نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے چھٹی لے لی تاکہ گدھا اور صدر دونوں بدلتے جائیں۔ لیکن تائب صدر نے ہوتے ہی اعلان کر دیا کہ گدھا نہیں بدلا جائے گا!“

”وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ وہ گدھا خود ان سے زیادہ ممزوز ہے۔ کیونکہ انجمن کے پہلے صدر کی سواری میں رہ چکا ہے!“

”او نہیں... ختم کرو...!“ عمران بولا۔ ”یہ میرے لئے کام کی بات نہیں ہے... اچھا نہا!“  
اس نے رسیور کریڈل میں ڈال دیا اور ایک طویل انگڑائی لے کر سونے کے کرے کی طرف چلا گیا!

جو لیا اپنے کالوں میں انگلیاں غلوٹس پس پہنچ گئے عمران کے ہونوں پر شرات آمیز  
سکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ آج ہی پہنچ گی!

”میں؟ کیا بھت تجارتے کالوں تک میرے جیسے اب جو لیا کے ساتھ وقت بر باد کرتا دیے  
جو لیا کچھ نہ ہوئی۔ عمران یہاں اس لئے پہنچا، نعمانی نے شرایبوں کی سی انگلی کر کے  
اپنے ساتھ فکار لے جانا پڑتا تھا۔ فکار و... پہنچا، مگر ان لوگوں کا کوئی آدمی ضرور ہو گا۔  
بلیک زیر د کوڈ ہو کا دیا تھا۔ عمران کو شبہ تھا کہ  
ورثہ معنوی شراب کیسے ہمیا کی جاسکتی۔ یہ بگائی تھا... کیونکہ اس نے اس رات اس  
اے سر نعمانی کے بیان کی صداقت پر ہمیا لازمی ہوتا ہے!

میں ایسے آثار نہیں پائے تھے جن کا نئے کی حالت میں جانا لازمی ہوتا ہے۔  
آج اس نے ارادہ کیا تھا کہ وہاں چھانپن کیا گا... اور اس کے لئے وہ جو لیا کو ساتھ  
لے جانا پڑتا تھا۔ میں جو لیا تو ہوا پر سوار  
لائے کہ فون کی تھیں ہی۔

جو لیا نے انہ کر فون کا رسیور اٹھایا۔  
”آجھا...!“ کور پھر وہ فور آتی سلسلہ مختلف  
”یلو...!“ لیں لٹ از جو لیا نا فلتر والی...  
کر کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ عمران نے پہلی ہاتھ سے انداز میں رسیور کریل پر رکھ دیا  
تھا۔ اس نے دو تین بار نمبر ڈائل کئے اور پھر دو تین بار موجود تھا۔ بہر حال اس نے جو لیا کے  
دانش منزل سے جواب کوں دیتا۔ عمران نے اپنے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔  
چہرے پر بات پڑھ لی کہ اس کے پاس ایکس فون کی ایک اہم اطلاع ہے۔

”کیا بات ہے؟“ اس نے آہستہ سے پڑھا۔

”تم سے مطاب...!“ جو لیا جلا کر مڑی۔

”تم آخر اتنی چرچھی کیوں ہو گئی ہو۔!“

”جمیں اس سے بھی کوئی سروکار نہیں ہوا ہا ہا ہا...!“

”ہائی...!“ کیا میں وہی عمران نہیں ہوں جس نے انگلیاں جس کے راستے میں۔!

”خاموش رہو...!“ میں کچھ نہیں بتتا جائیں ہی۔ میں اپنا مسکھ نہیں ادا نے دوں گی؟“

دوسری صبح جو لیا فلٹر والے تو سطح سے یغشنٹ چوہاں نے اسے اطلاع دی کہ آئندہ اٹیشن  
کے پہنچ فرد دار لوگ حرast میں لے لئے گئے ہیں۔ ان پر اڑام ہے کہ ان کی لاپرواپیوں کی بنا پر  
تلی خالی ہو جاتا ہے۔ عمران نے یہ خبر سنی تھیں وہ اس کے متعلق کچھ سوچتا ہی بیکار۔ سمجھتا تھا  
کہو کہہ اس کا انگریزی شروع ہی سے یہ رہا تھا کہ صرف آئندہ فیلڈ والے اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔  
اس دن وہ دن بھر شہر کی سڑکیں ڈپاڑتے ہیں۔ بونی بے مقدمہ... شام کو جو لیا فلٹر والے  
فیٹ میں جا پہنچا۔

جو لیا تھا ہی تھی۔ اس نے عمران کو دیکھتے ہی منہ پھر لیا۔

”میں یہ کہنے آیا تھا کہ ایک تجارت میں شرکت کرو۔ میں پیاز اور بیگن اپورٹ کرنے  
چاہتا ہوں۔!“

”جمیں یہاں کس نے بلایا ہے۔!“ جو لیا جلا کر مڑی۔

”تمہارے تجارت سے تو میں معلوم ہوتا ہے کہ شامت سمجھ لائی ہے۔!“

”یہاں سے ٹپے چاؤ...!“

”کیوں...؟“ عمران ایک آرام کری میں گرتا ہوا بولا۔

”کچھ نہیں میں تم سے نہیں ملتا چاہتی۔!“

”میں کب کہتا ہوں کہ ملو...!“ جہاں پہنچی ہو وہیں پہنچی رہو۔!

”دواب بھی اس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔“

”میں نے مجھ سے چاۓ نہیں پی۔!“

”تو پھر میں کیا کروں۔!“ جو لیا نے بیٹے بننے لگے میں کہا۔ ”ایادہ عورت روٹھی جمیں ایک  
کپ چائے بھی نہیں دے سکتی۔!“

”وہ عورت نہیں وہ میری خالہ ہے۔!“ عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں فضول بکواس نہنے کے موڑ میں نہیں ہوں۔ تم یہاں سے ٹپے چاؤ۔!“

”میں چائے پئے پھر نہیں جاؤں گا خواہ کچھ ہو۔!“

"تمہاری مرضی....!" عمران نے لاپرواہی سے اپنے شاون کو جبکش دی اور احتتا ہوا بولا۔  
"میں کل اسی وقت پھر آؤں گا!"  
"آج کی چائے اونچا رہی۔!"

دھوروازے کی طرف بڑھا اور دھٹا جو لی کے چہرے سے ظاہر ہونے لگا جیسے وہ اسے روکنا  
چاہتی ہو۔ ایک بار ہونٹ بھی ملے.... مگر عمران تو کبھی کا باہر آچکا تھا۔  
"اس نے داش منزل بخپتے میں دیر نہیں کی اور وہاں بخپت کر خود ہی جو لیا کے نمبر ڈائل کئے!  
"بیلو جو لیا!" اس نے ایکس نوکی آواز میں کہا۔  
"لیں سر....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میں کمی بار رُگ کر جگی ہوں۔!"  
"ہاں.... میں موجود نہیں تھا۔ کوئی خبر....!"

"جی ہاں.... سار جنت نعمانی رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی ٹرک کاں پھر آئی تھی۔!"  
"اچھا.... میں دیکھتا ہوں....!" عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر سلاٹ پروف کرے میں آیا۔  
لیکن وہاں سے اپنے زرانس میٹرو الاصندوق بابر اخالا ناپڑا۔ کیونکہ مس نعمانی جاگ رہی تھی۔  
کچھ دیر بعد وہ سار جنت نعمانی سے منتکل کر رہا تھا۔

"پرسوں صبح سے پاہپ لائیں کی مرمت کے لئے کھدائی شروع ہو جائے گی جتاب!"  
"تمہیں یقین ہے۔!" عمران نے پوچھا۔  
"مجھے یقین ہے جتاب....!"

"کیا رنگوں والا.... اب بھی وہیں موجود ہے۔!"  
"جی ہاں.... وہ اپنی گھرائی میں کھدائی کرائے گا۔"  
"صدر کہاں ہے....?"  
"سینیں ہے.... اور اس بنگلے میں مالی کی حیثیت سے کام کر رہا ہے جن میں رنگوں والا نے  
قیام کیا ہے۔!"

"گذ... تم دونوں پر مجھے بے حد اعتماد ہے۔!"  
"تم شتر گزہ ہیں جتاب.. آپ جیسا ترددان آفیسر بھی مشکل ہی سے نصیب ہوتا ہے۔"  
"میں عمران کو تمہاری مدد کے لئے بیچ رہا ہوں۔!"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں.... مگر عمران وقت بہت بڑا کرتا ہے۔" سار جنت نعمانی نے کہا  
"لیکن وہ آج تک کسی بھی محاٹے میں ناکام نہیں رہا۔ اس کا اعتراف تمہیں بھی ہو گا۔!"  
"میں محاٹی چاہتا ہوں جتاب....!"

"کوئی بات نہیں.... یہ تو بڑی اچھی بات ہے کہ تم کسی بات کو بھی بے چون وچور احتشم  
نہیں کر لیتے۔ کسی بھی محاٹے پر ہر پہلوتے بحث کرنی چاہئے اچھا لہو کچھ کہتا ہے تمہیں۔!"  
"نہیں جتاب....!"

عمران نے زرانس میٹر بند کر دیا اور پھر جو لی کے نمبر ڈائل کئے۔ دوسری طرف سے فورائی  
جواب ملا۔

"تم دو گھنٹے بعد.... داش منزل بخپت جاؤ.... تمہیں کچھ دنوں تک نہیں قیام کرنا پڑے  
گا۔"

"بہت بہتر جتاب....!" جو لیا نے کہا۔ "مگر....?"  
"پوری بات سنو....!" عمران جلا گیا۔ "یہاں ایک قیدی ہے۔ اس کی گھرائی کرنی پڑے  
گی۔ وہ باہر نہ جانے پائے اس کی آنکھوں پر پنی باندھ کر یہاں لایا گیا تھا۔ مقصود یہ ہے کہ رہائی  
کے بعد اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کہاں قید تھی۔!"

"میں سمجھے گئی.... جتاب آپ مطمئن رہئے۔!"  
"داش منزل بخپتے کے بعد ضرورت پڑنے پر تم مجھ سے ذی سیون ساخت کے زرانس میٹر  
پر رابطہ قائم کر سکو گی۔!"

"بہت بہتر جتاب....!"  
"جب سو سات نئی رہے ہیں۔ تم تھیک دو گھنٹے بعد یہاں بخپت جاؤ۔ وہ سلاٹ پروف کرے میں  
ہے۔ آگزہ شور بھی چاہنے لگتی ہے۔ اس سے بچنے کے لئے تم اسے سورنیا کے انگشن دے سکتے  
ہو۔"

"تو وہ کوئی ہورت ہے۔!"  
"ہاں.... لیکن تم اس سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھو گی دیسے تم اسے پیچانی ضرور  
ہو گی۔ وہ محکہ خارج کے ایک ذپیں سکرڈی کی پر ٹسل استنٹ ہے۔!"



یہ سفر بہت زیادہ تحفہ دینے والا تابت ہوا تھا۔ عمران نے میل کرام کے چھوٹے سے اشیں پر ترک کر اطمینان کا سافس لیا۔ حالانکہ ستر سات گھنٹے سے زیادہ کافی نہیں تھا اور سردیوں کے دن تھے۔ لیکن دراصل اسی ریگستان نے عمران کا طبلہ بکالا ریا تھا۔ جس سے گزر کر ٹھیں یہاں تک پہنچی تھی۔ ابھی دس میل ہر یہ طے کرنے تھے۔ اس نے کافی کی گھری دلکھی اور اپنے رہت سے اتنے ہوئے پالوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"دو گھنٹے اور....؟" وہ آہستہ سے ہڑپڑا۔

اطلاع کے مطابق دو گھنٹے بعد ایک بس اسے آئیں تیلہ تک لے باٹی۔ اسے یہاں ریلوے اسٹیشن پر اتنا پانی نہیں ملا تھا کہ وہ حسل کر سکتا۔ بہر حال چہرے پر کر کرانے والے روپت کے ذرات سے نجات مل گئی۔

اس علاقوے میں تیل کے کتوئیں ہونے کی وجہ سے یہ ریلوے اسٹیشن قائم کیا گیا تھا۔ درستہ ایسے اجڑو رہانے میں ریلوے اسٹیشن کا کیا کام۔

پھر بھی اس کا فاصلہ آئیں فیلڈ کالوں سے تقریباً دس میل تھا۔ بعض میکنیکل دشواریوں کی بناء پر اسٹیشن کالوں کے قریب ہی نہیں بنایا جاسکا تھا۔ ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے ہی قابلے پر ایک آئیں اسٹیشن بھی تھا جسے ایک دس میل بیس پاپ لائیں تیل صاف کرنے کے کارخانے سے ملاتی تھی! اور سبیکی وہ آئیں اسٹیشن تھا جہاں سے بند رگاہ والے آئیں اسٹیشن کے لئے پاپ لائیں کے ذریعے تیل روغن کیا جاتا تھا۔

لیکن عمران نے اس وقت اس کی طرف دھیان بھی نہیں دیا۔ تقریباً دو گھنٹے تک اسے کھمیاں مارنی پڑیں۔ اور پھر وہ بس میں بیٹھ کر کالوں کی طرف رو انہے ہو گیا۔

اسے ندش تھا کہ کہیں اس گروہ کے کسی ایسے آدمی سے بھیز نہ ہو جائے جو اسے پیچانتا ہو! کچھ تھا۔ ایک بڑا بیلک زیر دی کی وجہ سے کم از کم تین آدمیوں کی نظر دیں میں تو آئی چکا تھا اور ان تین آدمیوں میں رکھوں والا بھی شامل تھا۔

ومراں سوچنے لگا کہ اسے میک اپ کے بغیر کالوں میں نہ داخل ہو جائے گے اور اب یہ ایک

مشکل کام تھا پہلے اس نے سوچا تھا کہ وہ اشیں ہی پر میک اپ کر لے گا! وہ سمجھتا تھا کہ وہاں اونچے درجے کے مسافروں کے لئے (چھوٹا موٹا ہی سمجھی) وینگ رومن ضرور ہو گا۔ لیکن وہاں تو ناک اڑ ری تھی۔

ٹھن کا ایک سائے بان تھا جس کے نیچے مسافروں سے زیادہ آزاد کرنے نظر آتے تھے۔ وہ اپنے میں پڑ گیا۔ کافی دیر تک الختارنا۔ لیکن پھر یہیں بیک اس نے جی کر بس کنڈیکٹر سے کہا!

"مجھے یہاں اترنا ہے!"

بس کی رفتار کم ہو گئی۔ لیکن بس کنڈیکٹر نے کہا۔ "یہاں اس دیرانے میں کہاں اترنے گا۔" "اوہ یہاں اس تالاب کے کنارے داؤ جان مر حوم کی قبر ہے۔۔۔ قاتح کروں گا!" عمران نے سر ہلا کر احتقاد انداز میں کہا۔

"مگر۔۔۔ پھر آپ کو کوئی بس یہاں سے نہیں ملے گی۔ یہ آخری راستہ ہے۔" بس کنڈیکٹر نے کافی کی گھری پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اور کافی یہاں سے تقریباً تین میل دور ہے۔" بس رک چکی تھی۔۔۔ عمران اپنے سوت کیس سنبھال کر اترتا ہوا بولتا۔

"بہت بہت شکریہ۔۔۔ میں یہاں ہی چلا جاؤں گا۔ مگر داؤ جان کو ٹھکایت کا سوچہ دینا میرے بس سے باہر ہے۔"

بس آگے بڑھ گئی۔۔۔ اور جب تک وہ اگلی ڈھلان پر نظر دن سے او جمل نہیں ہو گئی عمران دیں کمزارا۔

سورج مغرب میں جک رہا تھا اور اب دھوپ میں تلاش نہیں رہ گئی تھی۔ عمران اس تالاب کی طرف بڑھا جسے دیکھ کر وہاں اسے داؤ جان مر حوم کی قبر پیدا کرنی پڑی تھی۔ گو تالاب کا پانی گدلا تھا۔ لیکن اس کی خلگی نے اسے پھر سے ترو تازہ کر دیا۔ وہ تقریباً تین منٹ تک نہتا رہا۔ پھر دھنٹا خیال آیا کہ سورج غروب ہونے سے قبل ہی اسے میک اپ کر لیتا چاہئے۔ ورنہ پھر اس کے لئے روشنی کہاں سے لائے گا!

میک اپ بڑا شاندار رہ۔ وہ اب پروفیسروں کی ہی وضع کا ایک سنجیدہ آدمی نظر آہا تھا۔ ٹھوڑی پر بھورے رنگ کی فرجیت ڈاٹ ہی تھی اور باریک موچیں۔۔۔ آنکھوں پر ریم لیں فرم

کا چشم تھا... اور بائیں شانے سے ایک کیرہ نک رہا تھا۔ اس نے سوت کیس (خیال) میں جل پڑا۔



روشی بہت جلدی میں تھی۔ اس لئے وہ اپنے ایک بنے والے سے کہا کہ سرک سے گلی میں مزٹنی۔ اسے دراصل دار الحمن پہنچا تھا۔ کوئی آج وہ مبہری کا فارم پر کرنے والی تھی۔

وہ بوزھا آدمی جس کی وساطت سے وہ بہاں سک تھی تھی۔ بہاں میں موجود ملا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ روشنی مبہر بننے کے لئے اتنی بے تاب نہیں تھی جتنی کہ ایک مبہر کے حمت انگیز کمالات دیکھنے کے لئے بے جنین تھی یہ وہی مبہر تھا جس کے متعلق اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے قائم مقام صدر کو گدھے سینت اٹھایا۔

روشنی آج سے دو دن پہلے بیہاں آئی تھی اور اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ آج اپنی غیر معمولی طاقت کا مظاہرہ کرے گا۔

لیکن جب بوزھے نے یہ بتایا کہ وہ اچانک بیمار پڑ گیا ہے تو روشنی کو بڑی ہمایہ ہوئی۔

بوزھے نے کہا۔ ”اب وہ کافی عرصہ سک ہمیں اپنے کمالات نہ دکھانیں گے۔“

”کیوں...!“

”میرا خیال ہے کہ وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے ہیں۔“

”مجھے بہت افسوس ہے۔“

”بیہاں کے سلے اجس ان کے لئے مفہوم ہیں۔“ بوزھے نے جیب سے قدم تک لئے ہوئے کہا۔ ”خیر اب آپ اسے بھر دیجئے۔“

روشنی فارم بھرنے لگی۔ ان میں ہر حرم کی تفصیلات کے کالم تھے۔ لہذا روشنی ”پڑھ“ کا کالم بھرتے وقت پچھائی۔ وہ سچائی کی تھی کہ بیہاں وہ سچائی سے کام لے لیا ”فرلا“ کرے۔

شاید ایک منت گزر جانے ہی پر ”فیصل“ کر لکی کہ اسے جھوٹ کوڈھلندہ بنا جائے۔ فارم پر کرنے کے بعد اس نے اسے بوزھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”ذکریے کوئی ظہری تو نہیں رہ گئی۔“

بوزھا سے پچھا دیا تھا۔ ”کیا میرا بھر بولا۔“ تو آپ مگر خادجہ سے تعلق رکھتی ہیں۔“

”لیکھاں...!“

تیہاں علی خدجہ کی کمی خواتین مبہر ہیں۔ آپ انہیں جاتی ہیں۔ میز نہیں کو... وہ کی

دونوں سے نظر نہیں آئیں۔“

”مز نہیں...!“ روشنی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ”ہاں میں ان کی صورت آشنا ضرور ہوں۔

لیکن آج تک گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ ترقی پا کر کہنیں اور چلی گئی ہیں ورنہ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ“

”یہاں نہ آئیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار پڑ گئی ہوں۔!“

”پڑ نہیں... میں نے شاید کوئی دونوں سے انہیں آفس میں بھی نہیں دیکھا۔“

”وہ اختلاف قلب کی مریضہ تھی۔ لیکن اس انجمن میں داخل ہوتے ہی ان کی صحت بھی بہتر ہونے لگی تھی۔!“

”آہا کیوں نہیں....!“ روشنی نہ پڑی اور بھر بولی۔ ”میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ کیا شیم

کے انجکشن لینے کی بجائے احتجوں کی انجمن کی مبہر بن جاؤں۔!“

”اب آپ کو کیا شیم کے انجکشن نہیں لینے چاہیے گے۔“ بوزھے نے سنجیدگی سے سمجھا کہ روشنی

اس طرح مطمئن نظر آنے لگی ہے جو کیا شیم کے انجکشن لینے والی تھی۔

وختا اس عمران کی ہدایت یا آئی اور وہ چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ قائم مقام صدر

صاحب گدھے پر سوار ہاں میں چھل قدمی فرمائے تھے اور قلب کی خواتین مبہر انہیں نہیں طرح

چھیڑ رہی تھیں۔ جب وہ بہت زیادہ جھینپ جاتے تو انہوں میں انگلی دبا کر نظریں جھکاتے ہوئے

اس طرح مکراتے کہ ان پر سے بڑا دوں لا کیوں کا کنوار اپن صد فت اتر جاتا۔

اچانک ایک نوجوان عورت ہاں میں داخل ہوئی اور سید حمی صدر صاحب کے پاس چلی آئی۔

پہلے اس نے جھک کر ان کے گدھے کو سلام کیا پھر اپنا جو تاثر کرتے صدر صاحب کے پیروں

کے قریب لے گئی۔ روشنی کی توجہ اس وقت انہیں دونوں دنیوں کی طرف تھی۔ یک یہاں اسے کچھ شے

ہوا اور وہ سید حمی ہو کر بینچے گئی۔

صدر صاحب کے انداز سے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ جو تے کے اندر کوئی چیز دیکھ کر بہوت

رو گئے ہوں۔

پھر انہوں نے سر کو خفیف سی جینش دی اور عورت نے جو آپنے لیا۔

یہ بھی بڑی خوبی بات تھی کہ پھر وہ سید حمی اسی میز پر آئی جس کے قریب روشنی اور اس کا

"چلو ڈارٹک.... درندہ میں مر جاؤں گی۔ میں نے آج کتے کے پلے کے کلب جید کئے ہیں۔ تھیں بکری کے پیشتاب کی چائے پاؤں گی۔ چلو بھی خدند کرو درندہ میں تین خود کشی کروں گی۔" روشنی نے ایک گزرتی ہوئی تیکسی کو رکنے کا انشادہ کیا۔ وہ ان کے قریب ہی اگرفت پاتھبے لگ گئی۔

"چلو....!" روشنی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تیکسی کی طرف کھینچ۔ "مجھے فرصت نہیں ہے۔" عورت نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے خونگوار بچہ میں کھلہ۔

"آہ.... تھیں غصہ آ رہا ہے.... ڈارٹک....!" روشنی جس پڑی۔ "نہیں.... تو....!" عورت بھی ہنسنے لگی۔ اتنی دیر میں روشنی نے اسے پھیلی سیٹ پر دھکیل دیا اور خود بھی ہیٹھے گئی۔ ساتھ ہی اس نے ڈارٹک کو عمارت کا پہاڑ تیلہ۔

تیکسی چل پڑی۔ اور سمز گوہن نے کہا۔ "عجیج تھے ایک ضروری کام در جوش تھا۔" "اعتوں کو اس کی پرداہ نہ ہوئی چاہئے کہ کوئی کام کب ہوتا ہے۔" روشنی نے کہا اور سمز کوہن خاموش ہو گئی۔ مگر کبھی اس کے چہرے پر بے بی کے آثار نظر آتے اور کبھی آنکھوں سے جلاہت جھائکنے لگتی۔

پدرہ منٹ بعد روشنی اپنے نئے قلیٹ میں ہٹک گئی۔ دروازہ مغل کرنے کے بعد اس نے سمز کوہن کی طرف مڑ کر کہا۔ "تب براہ کرم اپنے جو گتے امدادو۔" "کیا مطلب....?" وہ اسے گھورنے لگی۔

"تھی مطلب کہ بعض اوقات نئے احتجاجی دوڑ کی کوڑی لانتے ہیں۔" "تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"کوہ... نونو.... ڈیزیر.... تھیں بھر غصہ آ رہا ہے۔" روشنی چانے والے انداز میں بولی۔ "اگر تم خود جو گتے نہ امدادو گی تو مجھے تشد کرنا پڑے گا۔ اگر غل غپاڑہ مچاڑ گی تو پڑو سیوں سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ تم میری بکن ہو لیکن تمہارے دماغ میں فتحہ بے میری طرح تم بھی پوری شیوں ہو اس لئے پڑو سیوں کو فوراً نیقین آجائے گا۔" سمز گوہن نے اپناوٹی میں یہک کھولنا چاہا۔ لیکن روشنی نے بڑی بھرتی سے اس پر ہاتھ ڈال دیا اور

سامنی پہنچنے ہوئے تھے۔ بوڑھے نے سکراکر سر کو خفیہ سی جبنیں دی اور عورت کری سمجھ کر بیندھنی۔

"یہ ہماری نئی مجرم سس روٹھی ہیں۔" بوڑھے نے دونوں کا تصادف کر لیا۔ "اور یہ سمز گوہن؟"

"بڑی خود کشی ہوئی۔ آپ سے مل کر....!" روشنی نے صافی کے لئے ہاتھ پر حملہ۔ "مجھے بے حد افسوس ہوا ہے آپ سے مل کر....!" عوزت نے نہ اسامنے بنا کر کہا۔ "بھلا روشنی بھی کوئی نام ہے۔ اس نام کو بن کر ذہن میں کسی حالانکی کا تصور ابھرتا ہے۔" "کیا....؟" روشنی کو یہک بیک غصہ آگیا۔

"صبر... صبر...!" بوڑھا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "سمز گوہن بہت پرانی احتجش ہیں۔" یہک بیک روشنی کو یہک آسی کا دستور کے طباہی پر اپنے امتحنے احتجوں کو غصہ ضرور دلاتے ہیں۔

"ہنسنے لگی۔ لیکن اس بھی میں اب بھی جلاہت کی آئیزش تھی۔ بہر حال اس نے خوش حراج بننے کی کوشش کرتے ہوئے کھلہ۔

"آپ کا نام بے حد سیئن ہے کیا آپ مجھ سے شادی کرنا پسند کریں گی؟" "مکن... دیری فائیں...!" بوڑھا آہتہ سے بڑو بڑا۔

عورت نے شر میلے انداز میں کھلہ۔ "ہو... بے شرمہ!" اور میز سے اٹھ گئی۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف جاری تھی۔ روشنی بھی انٹھ کر اس کی طرف پچلے۔

"سو تو.... کی... ڈارٹک...!" آخر کار باہر نکلتے اس نے اسے جاتی لیا۔

"تم خفا ہو گئیں پیدا ہی۔" روشنی اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "اتا قلم نہ کرو درندہ میں بے سوت مر جاؤں گی۔"

"ہم... تم بے فاصلہ ہوتی ہو۔" عورت نے اس کا ہاتھ جھک دیا۔ "تھیں اپنے گمر لے چلوں گی ڈارٹک...!" روشنی اس کا ہاتھ پکلانی ہوئی بولی۔ "مکن تو ہر گز نہیں جاؤں گی۔... تم مجھے خداہاک معلوم ہوئی ہوئی۔"

اسے چین لئے میں کامیاب بھی ہو گی۔

"میں جانتی ہوں کہ اس میں پستول ہو گا۔" روشنی نے ہنس کر کہا۔ "تم خود خواہ وقت برپا کر رہی ہو۔ میں تمہارے جو تے ضرور اڑاؤں گی۔"

اس نے وضنی بیک ایک طرف اچھال دیا اور سز گوہن کا راستہ روک کر کمزی ہو گئی۔ سز گوہن داتت میں کربولی۔

"کیا تمہاری شامت آئی ہے۔" روشنی نہیں پڑی۔ "یہ بہت نرمی بات ہے۔ تم انجمن کے ہم پر دھمک لگا رہی ہو۔"

"انجمن کی پچی میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" یہ بیک سز گوہن اس پر جھٹ پڑی۔ لیکن شاید روشنی پہلے ہی سے اس کے لئے تید تھی۔ اس نے الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا اور وہ دیوار سے جا گکرائی۔

"جو تے اتا رہو۔۔۔" روشنی نے سرد لبھ میں کہا۔

وہ پھر جھپنی اور اس بار منہ پر گھونسہ کھانے کے باوجود بھی لپٹ ہی پڑی۔ روشنی جو عمران کی صحبت یافت تھی اس کی دھینگا مشتی کو کب خاطر میں لاسکتی تھی۔ ذرا ہی ہی دیر میں سز گوہن فرش پر تھی اور روشنی اسے نری طرح رکڑ رہی تھی۔ لیکن سز گوہن نے نہ تو شور چلیا اور نہ اسے گالیاں ہی دیں۔ وہ اس کو شش میں تھی کہ کسی طرح اس کی گرفت سے نکل جائے۔ مگر یہ کسی طرح بھی ممکن نہ ہو۔ روشنی اسے رگڑتی ہی رہی اور آخر کار سز گوہن کے ہاتھ ڈھیلے پڑے۔ روشنی نے اسے ست ہوتے دیکھ کر اس کے بال مٹیوں میں جذبے اور تم چار بار اس کا سر فرش سے کٹ کر اولیا۔

سز گوہن بیووش ہو چکی تھی۔ روشنی نے نہایت اطمینان سے اس کے جو تے اتا رے اور پھر دوسرا ہی لمحے میں اس کی آنکھیں جنت سے پھیل گئیں۔ داہنے پھر کے جو تے میں کاغذ کا ایک نکلا رکھا ہوا تھا جس پر تحریر تھد۔

"تنی عورت روشنی سے ہو شیار رہو۔ یہ پہلے عمران کے ساتھ رہتی تھی جو اکثر پوںس کے لئے کام کرتا رہتا ہے اور وہ ہمارے چکر میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سز نہماں اسی کے قبضے میں ہے۔ ہر وقت ہو شیار رہو۔"

روشنی نے ایک طویل سانس لی اور بے ہوش عورت کی طرف دیکھنے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ اب کیا کیا جائے۔

آج اس نے عمران کے بتائے ہوئے نمبر پر کسی بادر گمگ کیا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز آئی تھی اور ہر بار روشنی نے کچھ کہے بغیر سلسہ منقطع کر دیا تھا ویسے اسے عمران پر غصہ بھی آیا تھا۔ تے جانے کیوں وہ اسے برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ عمران کا تعلق کسی عورت سے ثابت ہو حالانکہ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ خود ان دونوں کے تعلقات دوستانہ تعلقات کے علاوہ اور کچھ ہوں۔

اس نے اس وقت پھر اسی نمبر پر گمگ کیا۔ لیکن پھر کسی عورت کی آواز آئی اور اس نے کچھ کہے بغیر سلسہ منقطع کر دیا۔ پھر اچاک اسے کیپشن خاور کا نمبر یاد آیا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ عمران کا ماتحت ہے اور اس کا علم بھی تھا کہ آج کل عمران خود بھی اپنے ماتھوں میں شامل ہو گیا ہے۔" اس نے کیپشن خاور کے نمبر ڈائل کئے اور اتفاق سے وہ مل ہی گیا۔

"میں روشنی بول رہی ہوں کیپشن۔۔۔!"

"ہوں روشنی۔۔۔" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"وہ۔۔۔ میں جو عمران کے ساتھ رہتی ہوں۔۔۔!"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔"

"آج کل عمران جس کیس کے سلسلے میں مشغول ہے۔ اسی سے متعلق ایک شکار ہاتھ لگا ہے اور میں نے اس کے پاس سے ایک بہت ہی اہم تحریر برآمد کی ہے مگراب سوچ رہی ہوں کہ اس شکار کا کیا بنے۔ اگر یہ اپنے آدمیوں میں واپس پہنچ گئی تو سارا کھیل بگز جائے گا۔"

"یا تم عمران کے فلیٹ سے بول رہی ہو۔۔۔"

"نہیں۔۔۔!" روشنی نے کہا اور پھر اسے اپنا نیا پتہ بتاتی ہوئی بولی۔ "تم اس کے کہ وہ ہوش میں آئے۔۔۔"

"ہاں ہاں میں سمجھتا ہوں۔۔۔" خاور نے دوسری طرف سے کہا۔ "میں دس منٹ کے اندر ہی اندر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔"

روشنی نے رسیور رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔



مران کا قیام کالوں کے سب سے زیادہ بیکلے ہو گل میں تھا۔ اس نے ڈی سیون فرانس میز پر سارجنت نہانی سے رابطہ قائم کر لیا تھا اور اس طرح اسے صدر کے متعلق بھی معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ صدر اب بھی اسی بیکلے میں مالی کی جیشیت سے کام کر رہا تھا جس میں رعنون والا اور اس کے ساتھی تھے۔ اطلاع کے مطابق پہنچے وہ تھائی تھا مگر آج رات تک اس کے چہ ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔

دوسرے دن سے پانچ لاٹن کی کھدائی شروع ہوتے والی تھی۔ مران نے سارجنت نہانی سے کہا

"میں تم سے کل سی دن پر نہ پرندے کے مران صاحب۔"

"دہاں شاید پرندے پر نہ ملے کے مران صاحب۔"

"ایساں کہو۔۔۔ درست مجھے پرندوں کا بھی انقلام کرنا پڑے گا۔"

"جہاں کھدائی ہونے والی ہے اس جگہ کو خاردار تاروں سے گھیر دیا گیا ہے۔"

"کوہ کی مخصوص حصے کو۔۔۔!" مران نے جیت سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ صدر مران یہ بات قابل غور ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس جگہ کار قبہ زیادہ سے زیادہ سو گز ہو گا۔"

"بہت دلچسپ۔۔۔ پھر تم کس نتیجے پر پہنچے ہو۔"

"نیچے پر پہنچنا ایکس ٹو کام ہے۔!" نہانی نے کہا۔

"مگر فی الحال تم ایکس ٹو سے رابطہ قائم نہ کر سکو گے۔ کیونکہ وہ داشت منزل میں نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔۔۔ مجھے اتنا ہی کام کرنا ہے جتنا ہیرے پر دیا گیا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔!" مران نے کہا اور فرانس میز بند کر دیا۔

"صدر کا پتہ پہلے ہی معلوم کرچکا تھا اور اب سوچ رہا تھا کہ اس سے بھی ملنای چاہئے۔ مگر ہے اس کے پاس اس سے بھی زیادہ اہم اطلاعات نہیں۔ جنہیں اس نے نہانی کے ذریعہ ایکسو

اور مران سخت پہنچا۔ مناسب نہ سمجھا ہو۔ وہ اس پارٹی میں مران کے علاوہ اور کسی کو خاطر میں نہیں لانا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر مران ایکس ٹو نہیں ہے تو اس سے کم بھی نہیں ہے۔!

مران تقریباً سڑھے نوجے اپنے کرے سے نکل کر ڈاکٹنگ ہال میں آیا چدی لئے کہڑا لام۔ اور دریکھتا رہا پھر صدر دروازے کی طرف بڑھا۔ پہلے اس نے سوچا تھا کہ رات کا کھانا کھائے پہنچ بہر نہیں جائے گا۔ لیکن پھر سینی مناسب سمجھا کہ کالوں کے کسی چھوٹے ہو گل میں جہاں ہر طبقے کے آدمی نظر آتے ہوں کھانا کھائے۔

دروازے کے قریب پہنچ کر اس کی نظر دھنٹا باسیں جا ب اندھے گئی اور پھر دروازے یعنی لئے میں وہ دیں ٹھیک ہی۔ قریب ہی ایک میز پر وہ آدمی تھا تھا جس پر نظر پڑتے ہی مران کے قدم رک گئے تھے۔ اس نے بھی مران کے سر رکتے اور خود کو گھورتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سپردھا ہو کر پیٹھ گیا۔ بالکل اتنی انداز میں جیسے خود کو پیش آنے والے حادثے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر رہا ہو۔

مران اس کی میز کی طرف بڑھا۔۔۔ دوسرے آدمی کا داہما تھا جیب میں چلا گیا۔

"کیا یو اور نہال رہے ہو۔۔۔ یارے!" مران ایک کری سکھ کر بیٹھا ہوا بولا۔

"میرے خدا۔۔۔!" دوسرے آدمی نے جیت سے کہا۔ "آپ ہیں مران صاحب اُف فو۔۔۔ کیا ایک اپ ہے اگر آوار بدلنے کی کوشش کرتے تو شاید میں اب بھی دھوکے ہی میں ہوتا۔!"

"مگر۔۔۔ تم ابھی تک اتنا ہی ہو صدر۔۔۔!"

"تھیں۔۔۔!" صدر سر ہلا کر بولا۔ "میرے میک اپ میں کوئی خاہی رہ گئی ہے۔ ورنہ آپ پہنچانے ہی کیوں۔!"

"آئھیں۔۔۔!" مران آہست سے بولا۔ "تم اگر کوشش بھی کرو تو غور سے دیکھنے والوں کی نظروں سے نہیں بچ سکتے۔۔۔ آنکھوں کی بناوٹ کو بدلتے بنا بہت مشکل کام ہے۔!"

"لیکن آپ یہ بھی کر لیتے ہیں۔!"

"نہیں۔۔۔ اگر میں کسی وقت بھی خالی اللہ ہیں ہو جاؤں تو فوراً پہنچان لیا جاؤں کا۔ میں دراصل آنکھوں کو سکونتے رہتا ہوں۔!"

"تھیں کیا کم ہے۔۔۔ میں شاید تک منٹ تک بھی ایسا نہ کر پاؤ۔!"

جلد نمبر 6

سے ساتھ تھے ملتا ہوں کہ یہ لوگ کسی غافلگی کے لئے کام کر رہے ہیں!“  
 عمران جھونٹ پول۔ اس نے ٹھڈے سے ایک دیٹر کو بلا کر لارکھ دو آدمیوں کے لئے کھلا  
 لاؤ!“  
 ”میں کھاچ کا ہوں۔!“ صندھ بولا۔  
 ”غیر ایک کے لئے سکی!“  
 ”میلاد اللہ جناب خیری روہیں!“  
 ”پیش کا بھرتا او۔“ تینکن صدر نے جلدی جلدی میتو پ نظرِ ذات میں کر کچھ چیزیں لانے کو کھل دیتے  
 دیٹر پہنچنے لگا۔ متکرا کر عمران کی طرف دیکھا جو ایک موٹی کی مشاہدہ قام جوڑت کو گھور رہا تھا۔  
 چلا گیا اور صدر نے ”عمران، حجت!“ صدر نے آہستہ سے پوچھا ”جحد؟“ کیا اس عورت کے نصیب  
 ”غیر ہے۔“  
 جانے والے ہیں۔“  
 ”ہمیں اتنے نہ مونے ہوں گے۔ لہذا اگر جائیں کہ بھی تو کیا فائدہ!“ عمران نے  
 ”ہم کے نیبے۔“  
 ”خشنڈی سانس لے کر کھا۔“  
 ”اب آپ کیا سوچ رہے ہیں؟“  
 ”لیکن کہ رنگوں والا کی لڑکی ٹھیں و شبہت میں کیسی ہو گی؟!“  
 ”بہت سیں۔“ عمران صاحب بس دیکھنے تو دیکھتے ہی رہ جا لے گا۔  
 ”یادِ حروف کا چھپ۔“  
 سے پوچھا۔  
 ”پہنچنے!“ صدر نے اتنی سمجھی گی سے جواب دیا اور پھر ہمینے ہوئے انداز میں بننے لگا۔  
 لیکن عمران اگر سمجھی گی میں ذرہ بہر بھی فرق نہیں آیا۔  
 ”لیکن یہ رنگوں والا نے ساتھیوں میں وہ دو آدمی بھی ہیں جو اس رات مز نعمانی کے ساتھ  
 تھے!“  
 ”نہیں۔“ وہ اتنا چھ آدمیوں میں نہیں ہیں مگر....!“

”ایشیاں صرف ایک آدمی ہے جو آنکھوں کے میک اپ میں بھی قادر ہے۔!  
 ”کون...!“  
 ”کرع فریضی۔!“

”لہرے.... اس کا کیا کہتا۔!“ صدر سر ہلا کر بولا۔ ”حجت استاد ہے۔ مگر میں نے نہیں کہ کہ کوئی صرخ آدمی نہیں ہے۔!  
 ”صرخ کرنے کے بعد وہ بھی تاکارہ ہو جائے گا۔!“ عمران نے کہا اور پھر جلدی سے بولا۔ ”ہاں تم بیہاں کیا رہے ہو۔!“  
 ”آن کی مگر انی...“ وہ تین نسبت پندرہ میں ہیں.... اس وقت میں ان کے متعلق بہت کچھ معلومات فراہم کر چکا ہوں۔ مجھے دراصل آپ ہی کا انتظار تھا۔ نعمانی سے معلوم ہوا تھا کہ ایکس نو آپ کو بیہاں بھیج رہا ہے۔!  
 ”کیا وہ آنکھوں اسی کیمین میں ہیں۔!  
 ”نہیں..... رنگوں والا ایک اسٹرنٹ انجینئر.... اور ایک لڑکی جو رنگوں والا کے بیان نے مطابق اس کی لڑکی ہے۔“

”قصہ دراصل یہ ہے کہ فیلڈ انجینئر یک بیک بہت زیادہ بیمار ہو گیا ہے۔ اب اس کی بجائے اس کا ایک اسٹرنٹ مرمت کی دیکھ بھال کرے گا۔ پچھلی رات انجینئر کی اپاٹنگ علاالت نے انہیں بہت زیادہ سر ایسیگی میں بھتا کر دیا تھا۔ وہ اس بتر کے سنتے ہی پریشان ہو گئے تھے۔ لہذا پچھلی رات انہوں نے ایک پروگرام بنایا ہے.... یہ لڑکی جوان کے ساتھ کیمین میں موجود ہے۔  
 کل اسٹرنٹ انجینئر کو وہاں سے ہٹالے جائے گی۔!  
 ”اسٹرنٹ انجینئر بھی وہی ہے جو مرمت کی دیکھ بھال کرے گا۔ اس وقت یہ لڑکی رنگوں والا کی لڑکی بھی حیثیت سے اس سے متعارف کر لی گئی ہے حالانکہ یہ اس کی لڑکی ہرگز نہیں ہے۔!  
 ”تو اس کا مطلب سیکی ہو سکتا ہے کہ فیلڈ انجینئر ان سے ملا ہوا ہے.... اسی لئے اس کی علاالت کی وجہ سے انہیں پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑی ہے۔!  
 ”لیکن ہاں.... اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔!  
 ”اور کچھ....؟“

"مگر کیا....؟"

"کن میں ایک آدمی غیر معین طور پر طاقتوں ہے..... لور وہ صورت سے بھی بہت زیادہ خلرناک معلوم ہوتا ہے۔ بچھل رات اس نے تین آریوں کو ایک میز پر بخاکر میز سیست اخایا تھا۔ عجیب و غریب مثتر تھا۔ میز اس کے دونوں ہاتھوں پر کمی ہوئی تھی اور وہ اسے سر سے اوپر اٹھائے کردا تھا۔ اس کا قول ہے کہ کھانے سے قل اس حرم کی دریش بھوک خوب نکالتی ہے!"  
عمران خاموش رہا ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس نہ کرے سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ پکھ دیر بعد اس نے کہد

"میرا خیال ہے کہ رنگون والا کے بیٹلے کے علاوہ بھی کہیں لور تمہارا قیام ہو گا!"

"ہاں ایک معنوی سے ہو گی میں....؟"

"مگر اتنی جلدی جسمیں بیٹلے کی طلاق مت کیے مل گئی تھیں!"

"کسی طلاق مت....؟" صدر نہ پڑا۔ "میں تو بس یونگا وہاں جائیں تھا۔ شاید ان کی آمد سے پہلے بھی وہ خالی ہی تھا۔ بھی وجہ ہے کہ کسی نے بھی میری طرف دھیان نہیں دیا۔ ممکن ہے وہ سوچتے ہوں کہ مالی پہلے ہی سے رہا ہو گا۔"

"صدر کہیں تم حاتم تو نہیں کر پہنچے.... یہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ میں نے اب تک بھی گھوس کیا ہے!" عمران نے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"کہرے ایسا بھی کیا۔؟" صدر جلدی سے بولا۔ "اگر یہ بات ہوتی تو اب تک میں نہ جانے کہاں ہوتا۔"

"ہو سکتا ہے.... وہ اس آدمی کے چکر میں ہوں۔؟"

"کس آدمی کے چکر میں۔؟"

"عمران کے....؟" عمران آہستہ سے بولا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ آپ سے واقف ہی نہیں ہیں۔؟"

"یہ کہے کہہ سکتے ہو۔"

"بھی تو مذکورہ آیا ہوتا۔... نہیں وہ ہم سے قطعی ہے خبر ہیں۔؟"

"خندیکھا جائے گا۔؟" عمران نے ایک طویل سانس کے ساتھ کہا اور خاموش ہو گیا۔ کیونکہ

وپر کھانے کی ٹرے اٹھائے ہوئے ان کی طرف آ رہا تھا۔

وپر کے پہلے جانے پر عمران نے ایک قاب کا سر پوٹ ہٹایا اور ایک تھیز زدہ کی آواز کے ساتھ اس پر جھک پڑا۔ قاب خالی تھی۔ یعنی اس میں کسی ترکاری یا سانس کی بجائے کاغذ کا ایک گلوار کھا ہوا تھا اور اس پر پھل سے تحریر تھا۔

"تم دونوں خاموشی سے اٹھ کر باہمیں جاتب والے دروازے سے نکل جاؤ۔ نظرہ ہے۔ تم پہچان لئے گئے ہو۔ دروازے سے نکلنے میں جلدی کرنا۔ مگر بہت احتیاط سے.... لوار اندر ہمیرا ہے۔ دس قدم کے قابلے پر ایک ٹرک موجود ہے۔ احتیاط سے اس پر پہنچ جاؤ۔ ٹرک ہی میں ذرا سچ کروں گا۔ اگر میں اس وقت یہاں موجود نہ ہو تو تیسج کہیں قریب ہی تمہاری لاٹکیں پائی جاتیں۔؟"

"ہو گئی شلوٹی۔؟" عمران بھرا تی ہوئی آواز میں بولا اور قاب صدر کی طرف کھکھا دی۔  
"یہ کیا مصیبت۔؟" صدر اسے پڑھ کر بڑھ لیا۔ "یہ شاید نہماں کی تحریر ہے۔"

"شاید کیوں۔....؟ کیا تمہیں یقین نہیں ہے۔؟"

"نہیں اس کی اردو رائٹنگ آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔؟" صدر بولا۔  
"نہیں حال وہر بھی ہے۔ میں بھی صرف اس کی انگریزی تحریر ہیں ہی دیکھتا رہا ہوں۔؟" عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"چلو انھوں۔؟"

"لیکن اگر یہ دھوکا ہوا تو....؟" صدر نے آہستہ سے کہد  
"تو اس کی ذمہ داری سر اسر تم پر ہو گی۔ تم نے اتنی بے احتیاطی سے کام کیوں لیا کہ انہیں تمہارے متعلق علم ہو گیا۔؟"

"نہیں وہ نہماں ہی ہو گا۔؟" صدر پھر بڑھ لیا۔

"کوئی بھی ہو۔؟" عمران نے کہد۔ "یہاں بیٹھے رہنے میں بھی عافیت نہیں ہے۔ اگر یہ فریب ہے تو یہاں اس ہوش میں بھی لازمی طور پر ان کے آدمی موجود ہوں گے.... لوار میری پر انی علات ہے کہ میں ہمیشہ کھلی ہو امیں مرنا پسند کرتا ہوں۔؟"

و دونوں اٹھے اور باہمیں جاتب والے آخری دروازے سے باہر نکل آئے۔ یہاں حقیقت اندر تھا سائنسی انہیں ٹرک دکھائی دیا۔.... عمران نے صدر کا باتخو دبا کر آہستہ سے کہد۔ "جیسے ہی

ٹرک حركت میں آئے کوڈ جاتا!“  
”اس سے فائدہ....!  
”بکواس مت کرو....!“ عمران نے کہا اور اچھل کر ٹرک پر چڑھ گیا صدر نے بھی اس کی

تحمید کی۔ پھر چیزے عی ٹرک حركت میں آیا دونوں نے یئے چلا گئیں لگائیں۔ تھیک اسی وقت قریب ہی سے دو فائر ہوئے وہ دونوں بال بال پیچے اور انہوں نے ایک سوت دوزنا شرمن کر دیا۔ عمران ٹرک سے اتر کر دیرانے کی طرف ہو لیا صدر اس کے علاوہ اور کری کیا سکتا تھا کہ بے چوں وجہ اس کا ساتھ دینا رہتا۔

پچھے دیر بعد وہ ایک جگہ دم لینے کے لئے رکا۔ صدر نبڑی طرح کانپ رہا تھا۔ عمران نے دیرانے کا رخ کر کے خلیلی نہیں کی تھی۔ اگر وہ بستی کی طرف جاتے تو ان کا مار لیا جانا بھی قند کو نکل اس صورت میں وہ روشنی میں ہوتے دیرانے کے اندر جسے عی نے انہیں پھیلا تھا۔  
”دیکھا تم نے....!“ عمران بولا۔  
”دیکھ لیا....!“ صدر نے جواب دیا۔ ”مگر شاید تم حفاظت ہی کے مر جگب ہوئے ہیں۔!  
”کیوں....؟“

”میرا خیال ہے کہ ٹرک میں نعمانی ہی تھا۔ اگر ہم کوڈ کر جھاگے نہ ہوتے جب بھی زندہ ہی رہے!“

”چلو میں تمہیں ٹرک سکھ چھوڑ آؤں۔ مگر انپی رسید سے ضرور مطلع کر دی!“  
صدر خاموش ہو گیا۔ عمران نے ایک بڑا سا پھر حاش کیا اور وہ دونوں اس پر بینٹے گئے۔ عمران بینٹنے کے بعد تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر انہیں تین آدمیوں کی پر چھانیاں نظر پڑے رہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر انہیں تین آدمیوں کی پر چھانیاں نظر آئیں۔ عمران آہستہ آہستہ بینے کے مل ریکھنے لگا۔ مگر صدر سوچ رہا تھا ممکن ہے کہ یہ غیر حلقوں اوس ہوں دیے اس میں اتنی ہت نہیں تھی کہ عمران کو کسی بات پر نوک سکتا۔



صدر نبڑی طرح ہاپ رہا تھا۔ اس کے جسم پر کئی جگہ بڑی بڑی خراشیں آئی تھیں۔ جن سے خون رس رہا تھا۔ انہوں نے تقریباً آدھے کھنے میں انمار است میں کیا تھا اور اب رک گئے تھے۔ صدر سوچ رہا تھا کہ اسے یہ رات بیٹھا یاد رہے گی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمران ان پتھر لیے اور ہاہو اور راستوں پر اتنی دیر سکھ بینے کے مل رینٹا رہے گا۔

ان کے چاروں طرف اونچی پنجی چنانیں بکھری ہوئی تھیں اور ذرا ہی سی خلیلی انہیں مت کرنے میں دکھیل سکتی تھی۔ وہ تینوں آدمی بینی خور پر، گونوں والا ہی کے گروہ سے تعلق رکھتے

”تین یا رہا....!“ عمران بھجنگلا گیا۔ ”اگر تمہیں فند آری ہو تو اس کا علاج بھی میرے پاس موجود ہے!“  
”تمہیں میں جاگ رہا ہوں!“

تھے۔ صدر نے ان کی گلگو سے بھی انداز لگایا تھا اور پھر انہیں ایک غار میں مجھے، بچہ کر عمران رک گیا تھا۔ پکھو دینے بعد اس نے صدر سے پوچھا۔ ”تمہاری جیب خالی تو نہیں ہے۔!“  
”ربا اور بے میرے پاس....!“ صدر نے جواب دیا۔  
”میں سمجھا تھا شاید صیحہ اور سرت نذر کی تصویریں بھی ہوں گی۔!“ عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔ ”خیر آؤ....!“  
”کہاں۔!“

”ذیں جباں وہ میرے بھائی گئے ہیں....!“  
”اُرے باپ رے....!“ صدر کراہ۔

”میں ایسے موقع پر اپنے باپ کو یاد کرنے کی حیثیت نہیں کر سکتا۔“ اس نے کہا اور گے بڑھ گیا۔ صدر نے اسے غار میں داخل ہوتے دیکھا۔ طوغاء کرہا آگے بڑھا حالانکہ تحکم کی وجہ سے وہ بندی طرح ٹھہرال ہو رہا تھا۔  
”وہ چلتے رہے۔ یہ غار سرگن کی سی بناوت رکھتا تھا۔ شاید دو منت بعد وہ پھر ایک سکھی جگہ پر کفرے کھبری گھری سائنسیں لے رہے تھے اس سرگن نما غار میں بڑی کھلن تھی۔ اس سے نکتے ہی کم از کم صدر کو تود سبیر کی سردی بھی خونگوار معلوم ہوئی۔

”یہ ستارے کتنے سیں ہیں صدر صاحب۔!“ عمران نے منہ اور انھاتے ہوئے کہا۔  
اور صدر کو اس پر بے تھاش افسوس آیا۔ گویا انہیں ستاروں کی علاش میں اتنی مشقت برداشت کی گئی تھی۔ اسے غصہ تو آیا مگر وہ خاموش ہی رہا۔  
”یہ شاعر لوگ اپنی محبوباؤں کے لئے ستارے توڑ لائیں کا وعدہ کرتے ہیں۔ مگر میں اپنی کسی محبوبے کے لئے آج تک امر وہ بھی نہیں توڑ سکا۔!“  
”وہ لوگ کہاں گئے۔!“ صدر نے جھنجڑا کر کہا۔

”آبما... وہ لوگ صدر صاحب.... وہ لوگ اور میں بھی آکتے ہیں۔!“ عمران نے ایک طرف انتباہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سرگن نما غار میں مجھے کی کیا ضرورت تھی۔ کتنی تھی وہاں۔ دو تین منت ہی میں پہنچن آگیا تھا۔!  
”تو بیا ب آپ اپنیں علاش نہیں کریں کے۔!“

”کہاں علاش کروں....!“ عمران نے بے بیسی بے کہا۔  
”تو اتنی محنت یو نہیں برپا ہوئی۔!“  
”محنت بھی برپا نہیں ہوتی۔ جتنی محنت کر د جسم میں اتنی ہی طاقت آتی ہے۔!  
”طاقت حاصل کرنے کے لئے ہم گمراہی ورزش کر سکتے تھے۔ عمران صاحب۔!“ صدر نے بڑے بڑے بچے میں کہا۔  
”کتنی خوش گوار رات ہے۔!“ عمران نے شندھی سائنس لے کر کہا۔ ”بچھے اس وقت ایک شریاد آنے کی کوشش کر رہا ہے۔  
رات کا منظر ہلنا ہے بہت  
تیک مائیں تیک بابا دے خدا کے نام پر  
”دوسرے اصرار بڑھ گیا ہے۔!“ صدر پہنچا ہوا بولتا۔

”تم نے کچھ کرنا ہو گا۔... اصرار بڑھ نہیں سکتا۔!“ اور پھر صدر اس طرح اس کی تفریجی ہاتوں میں الجھ کر رہ گیا کہ نہ تو سردی کا احساس باقی رہا اور نہ بکیا یاد رہ گیا کہ وہ یہاں کیوں آئے تھے۔ پھر یہک ایک اسے ہوش آکیا اور وہ سنبھیگی اختیار کر کے بڑھ لیا۔ ”لاحوال ولا قوت۔... کیا مسیت ہے۔!  
”لاحوال ولا قوت۔... مسیت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔!“ عمران نے اس انداز میں کہا چھے کی تا بچھے بچے کو سمجھا رہا ہو۔

”آپ دوسروں کو بھی پاگل بنادیتے ہیں۔!“ صدر جھلا گیا۔  
”دوسروں کو نہیں تو کیا خود کو پاگل بنادیتے گا۔!“ عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔  
”کتفیو شش نے کہا تھا کہ جب آدمی پاگل ہو کر کتوں کو کامنے دوڑے تو فوراً ہی اس کی شادی کر دیتی چاہئے۔!  
”کیا بات ہوئی۔...!  
”پچھے نہیں کتفیو شش نے کہا ہے تو کوئی نہ کوئی بات ضرور ہو گی۔!  
”پھر الجھار ہے ہیں آپ... آخر یہاں سردی میں اس طرح کمزور رہنے کا کیا مطلب ہے۔!  
”مطلب بھی ہے کہ ہم ہاں تکمیں رکھتے ہیں۔ اگر ہاں تکمیں نہ ہوتی تو ہم کے کمزور رہ سکتے۔ لہذا

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے!“  
”خدا سمجھے!“

”ہاں خدا سب کچھ سمجھتا ہے!“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”اب خاموش رہو... آبا... نہیں... اور پر چلو...!“  
”وہ صدر کا باتھ پکڑ کر کھینچنے!“

غار کے دبائے کے اوپر تھوڑی سی چھٹائی تھی... وہ دونوں جدوجہد کے بغیر عیا پر چھٹی گئے۔  
”تم اس طرف نہ ہو... اور میں اس طرف جاتا ہوں!“ عمران نے غار کے درمیے دبائے کی طرف اشارہ کیا۔

”محمد کیا ہے!“

”بزری بجا کر باتھی پکڑیں گے!“

صدر دہیں بیٹھ گیا... اور عمران درمیے سر میں کی طرف بڑھ گیا۔ صدر بہت شدت سے بور ہو رہا تھا تیر پر چھٹی گیا۔ کادل چاپنے لگا کہ ایک بڑا ساق پر انھا کر عمران کے سر پر دے دے۔ دفعہ عمران عیا اس کے سر پر چھٹی گیا۔ جھکا ہوا آیا تھا... جیسے دیکھ لئے جانے کا خدش رہا۔ کیا وہ دونوں اونھری سے گزر کر گئے ہیں!“ اس نے آہت سے پوچھا۔

”کون...!“ صدر نے حیرت سے کہا۔  
”دو آدمی۔“

”نہیں تو...!“ لوح سے تو کون بھی نہیں گزرا...!“

”وہ بیکھو...!“ عمران نے مختلف سمت میں باتحاح انھا کر کہا۔

”وہ اندھی پر چھایاں نظر آری تھیں۔“ عمران نے صدر کے شانے پر باتحاح رکھ رکھا۔ ”وہ اس نار سے اٹک کر گئے تھے۔ لیکن تمہارا بیان ہے کہ وہ تمہاری طرف سے نہیں گزرے!“

”بہر گز نہیں... میں برادر اونھری دیجھ رہا تھا!“

”اب بیہاں نہ ہوتے کام مدد تو نہیں پوچھو گے!“

”اوہ یہ تو اتنی دیر تھی ناری میں رہے تھے!“

”نہیں غار میں قدماں رکھتے ہی پکھے فرشتے انہیں آسمان پر اٹھا لے گئے تھے!“

”مگر ہم تو تم آدمیوں کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں آئے تھے!“

”ایک آسمان ہی پر روک لیا گیا۔ وہ پھر واہیں بیٹھ گئے گئے۔ آؤ...!“  
”عمران پھر نیچے اترنے لگا۔ صدر سوچ میں ڈوبا ہوا اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے خود کو پھر اسی سر گنج نما غار میں پلایا۔ اب عمران نے تاریخ بھی روشن کر لی تھی۔ غار قدرتی ہی تھا۔ ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ انسانی کار مگری کا در ہیں مبت ہو۔ دیے ہے وہ بالکل سر گنج سے مشاہد تھا  
بائیں جاپ ایک ایک چلی ہی دراز نظر آئی... یہ ایسی ہی تھی کہ اس میں سے بخشش تمام گزر لکھا تھا۔ عمران نے اس کے اندر روشنی ڈالی... اس کا سلسلہ زیادہ دور نہ کیا تھا۔ شاید دس گز کے قابلے پر راستہ مددو ہو گیا تھا۔ مگر عمران پھر بھی اس میں کھس ہی گیا۔ صدر جہاں تھا  
وہیں رہا۔ اب وہ بہت زیادہ آتا گیا تھا۔ عمران کے دراز میں داخل ہو جانے کے بعد یہاں پھر اندھیرا ہو گیا تھا۔ اس نے صدر نے اپنی تاریخ بھی نکال لی۔ لیکن درمیے ہی لمحے وہ ہکا بکارہ گیا  
کیونکہ دراز آہتہ آہتہ کشادہ ہوتی جا رہی تھی اور عمران اس سے تھوڑے ہی قابلے پر موجود تھا۔  
اس کی پشت صدر کی طرف تھی... اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی چیز پر قوت صرف کر رہا ہو۔ وقتاً وہ صدر کی طرف مڑا جس کی تاریخ روشنی میں اس کی آنکھیں چند حیاری ہی تھیں۔ عمران نے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ لیکن اگر آگے بڑھتے وقت وہ اپنی آنکھیں کھل لئے رکھتا تو اس کی بُدیاں سرمه ہو گئی ہوتیں۔ کشادہ ہوتے ہی نیچے بھی ایک کافی وسیع خلائیدا ہو گئی تھی۔ اس نے خلائیں روشنی ڈالی اور وہ سیز ہیں ہیں جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پچھل گئیں۔

”اونھر آنے کی ضرورت نہیں!“ عمران آہت سے بولا۔  
”بُس نیچے اتر چلو...!“

صدر نے جیسے ہی زینے پر قدم رکھا۔ عمران بھی ایک ہی مبت میں اس کے قریب پہنچ گیا  
وہ زینے پر کرنے لگا۔ لیکن زینے پڑنے ہوئے معلوم ہوئے تھے اور وہ پتھر کے بھی نہیں تھے  
شاید کسی دھات سے بنائے گئے تھے اور ان کے نیچے اپنے گنگ تھے۔  
پھر جیسے ہی انہوں نے آخری زینے پھوڑا۔ ایک بلکل ہی آوارہ کے ساتھ اپری خلائیں ہو گئی  
اس کی بجائے انہیں ایک سطح چھٹت نظر آئی۔  
”بڑا شاندار سکنر ہے!“ عمران آہت سے بولا اور صدر بدلت سن لگا۔ کچھ دہاں پہنچا۔

تم کی مسلسل آذانِ گونخ رہی تھی جیسے ڈینہاں مر جل رہا ہو۔  
وہ آہستہ آہستہ ہے گے بڑتے۔ صدر نے روپیہ اور نکال لیا تھا..... اور پھر وہ دہاں جا پہنچے جہاں  
سے یہ آذان آرہی تھی۔ انہوں نے دروازے سے جھاٹک کر دیکھا.... وہ ایک بہت زیادہ قوت والا  
باب دہاں روشن تھا۔ انہیں صرف تین آڈی نظر آئے۔ دو مشینوں پر کام کر رہے تھے اور تیرا  
دوسرا کھڑا نہیں تھا۔ آمیز نکل دیں سے دیکھ رہا تھا۔  
یہ تیرا آڈی رنگوں والا کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔  
وغلتا عمران نے دروازے سے چھلانگ لکھ لی اور رنگوں والا کے قریب پہنچ گیا۔ رنگوں والا یوں خلا کر  
پہنچے ہنا اور عمران جک کر سید حاکم رہا تو اب یہاں۔ صدر صاحب.... آپ کا گدھ حاضر ہے۔  
رنگوں والا ہاں کا بارہہ گیا۔ بھی وہ عمران کی طرف دیکھا تھا اور کبھی صدر کے پاس تھے میں دبے  
ہوئے روپیہ اور کی طرف۔

مگر ٹرک پر سفر نہیں کیا کرتے۔ البتہ اگر مضبوط ہوں تو ٹرک میں جوتے ضرور  
جائسکے۔ عمران نے سمجھ لیا نہیں وہی اندھر میں کہا۔

"تم کون ہو....!" رنگوں والا نے انتہائی برد بیجھ میں کہا۔ اب وہ اپنی حرمت پر قابو پا چکا تھا۔  
"میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔" عمران نے جواب دیا اور صدر کی طرف اشارة کر کے بولا۔  
"میں یہ بہت خطرناک آڈی ہے۔"

وغلتا صدر نے بیتے دو آدمیوں کو لکھا۔ "خبردار اپنے ہاتھ اور اندازو....!"

"دیکھا تم نے۔" عمران سکرا کر بولا۔ "کیا بیلیں کی طرف دہلاتا ہے۔"  
بیل کی طرف دہلانے پر صدر کو فہی آئی۔ اور عمران غریباً نہیں۔ اسی طرح گرجے  
ہستے رہو۔ ورنہ یہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ تمہارا روپیہ اور فتنی۔ اور۔۔۔ مہ۔۔۔ اس نے  
دنوں ہاتھوں سے اپنا منہ بند کر لیا۔ جیسے کوئی بات نہ سے نکلنے والی رعنی ہو۔

شاید ان دونوں آدمیوں نے لفڑا نعلیٰ سن لیا تھا۔ یوں کہ دوسرے ہی لمحے میں ان کے ہاتھ  
جنیوں کی طرف کئے۔ مگر صدر کے روپیہ اور سے غمیک اسی وقت کیے بعد دیکھے دو شعلے لکھا اور  
دونوں اچھیں کر دو رہا۔

رنگوں والا اپنے جس و حرکت کمزرا رہے۔ لیکن صدر دانت پیتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اس وقت ایک انتہائی سر دیوان آؤی معلوم ہو رہا تھا۔  
"آہات یہ روپیہ اور فتنی نہیں تھا!" عمران سکرا کر بولا۔ "میں سمجھا تھا شاید تم بھی میری ہی  
طرح فتنی روپیہ اور لے چھرتے ہو۔"

"میں دراصل بہت احتجاج آڈی ہوں مسٹر رنگوں والا اس نے تمہاری انجمن کا ممبر بننا چاہتا  
ہو۔ اب دیکھو یہ بے وقوفی نہیں تو اور کیا تھی۔ اجھے خاصے اصلی روپیہ اور کو فتنی کہ کر تمہارے  
دو آدمیوں کا صفائیا کر دیا۔۔۔ تھا وہ رجع اور نکلنے کے لئے ہاتھ جنیوں کی طرف لے جاتے اور نہ یہ  
فائز کرتا۔ میرا دھوئی ہے کہ تمہاری انجمن میں میری گلکر کا ایک بھی احتجاج نہیں لکھا اور اگر نکل  
آنے تو نکل آنے دو۔۔۔ کیا سمجھے۔"

"ہاں۔۔۔ آں۔۔۔!" رنگوں والا اسکی سانپ کی طرح بھیکھ کارہ۔ "میں عمران کو اچھی طرح  
چانتا ہوں۔!"

"جانتے ہو تا۔۔۔ ہا۔۔۔ میں پہلے ہی جانتا تھا۔" عمران نے سبرت کا اکھد کیا اور پھر صدر  
سے بولا۔ "مسٹر رنگوں والا کے ہاتھوں میں ہٹھڑیاں ڈال دو!"

رنگوں والا نے چپ چاپ اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ صدر نے روپیہ اور جیب میں  
رکھ کر ہٹھڑیاں نکالیں۔ دو آدمیوں کو تو وہ خشندا کری چکا تھا۔ لہذا صرف رنگوں والا کے  
ہاتھ جھٹک نہیں ہو سکتا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں روپیہ اور دے کر اس کے ہٹھڑیاں نکالتے۔ اسے  
اطمینان تھا کہ وہ دو ہیں اور رنگوں والا تھا۔ اس نے جدوجہد کرنے کی کوشش کی تو اسے اچھا  
خاص سبق دیا جا سکے گا۔"

میں پہلے ہی کی طرح اب بھی چل رہی تھی۔ اس کے بڑے بڑے پیچے بہت تیزی سے  
گردش کر رہے تھے۔

جیسے ہی صدر نے اس کی کلاسیوں پر ہٹھڑیاں رکھیں رنگوں والا نے اس کے پیٹ پر اس زور  
سے گھنٹا دار کہ وہ جیچ کر دوسری طرف الٹ گیا اور رنگوں والا اسے پھلانگتا ہوا عمران پر جاپڑا۔  
ومرمان پر کہنا غلط ہو گا کیونکہ عمران تو الٹ کھڑا تھا اور رنگوں والا مت کے مل فرش پر ترا تھا۔ اب  
انھیں کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن معلوم ہو رہا تھا جیسے اب اس میں انھیں کی بھی سکت نہ رہ گئی ہو۔  
ومرمان خاموش کھڑا ہے دیکھتا رہا۔ لیکن صدر دانت پیتا ہوا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

بھک رہے تھے۔ لیکن وہ دونوں ان کی آدھریں صاف سن رہے تھے جو بھگی دور ہو جاتی تھیں لور  
بھگی قریب سے آئے گئی تھیں۔ اب وہ لوگ فائز نہیں کر رہے تھے۔ شاید اب ان کے کارتوں  
بھی ختم ہو چکے تھے یہ لور بات ہے کہ عمران یا صدر کو اس پر یقین نہ آیا ہو۔ صدر سوچ رہا تھا لیکن  
ہے اجلا مکمل جانے کی وجہ سے انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے ہوں۔  
تموزی عی دیر بعد انہیں معلوم ہو گیا کہ یہاں پنادہ مل کے گد تھا قب کرنے والوں نے  
انہیں دیکھ لیا تھا اور وہ کھائی کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔

دفعہ انہوں نے ایک قیچہ سنا... اور ایک دیوارت آدمی خس رہا تھا  
”لوہ... یہ وہی ہے عمران صاحب!“ صدر نے لٹک ہوئوں پر زبان پھیر کر کہا۔ ”وہی جو  
حیرت انگیز طاقت کا مالک ہے!“ وہ اس دیوارت آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ ”یہ  
مت چاہو... میں ان کی چشمی بنائے دیتا ہوں۔!“  
صدر تو جوچ راز گیا کیونکہ وہ ایک بہت بڑی چنان اخانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پھر دوسرے  
یہ لوہ میں وہ چنان لا حکمی ہوئی ان کی طرف آری تھی۔ بھسل تمام وہ خود کو پھاٹکے۔ صدر تو  
چھلانگ لگاتے وقت گردی پڑا۔

”لوہ...!“ عمران آہست سے غریل۔ ”اب دیکھو میں ان کی کیا درگت بناتا ہوں... اب انہیں  
نہیں ہے۔ شاید انہیں یہ نہیں معلوم کر میں نے تمکن گولیاں بہت اختیاط سے رکھ چھوڑیں ہیں۔“  
”اچاک صدر کو ایسا محسوس ہوا جیسے عمران کی غصب ہاں بھیزیتے کی طرح پھول گیا ہو۔  
اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور دیوارت آدمی دوسری چنان سنبھال رہا تھا۔ لیکن اس پار وہ  
خود بھی چنان کے ساتھ ہی یہچے چلا آیا۔ کیونکہ عمران کی گولی اس کی پیشانی پر پڑی تھی۔  
لکن بھیاک چیخ تھی... اور پھر اس چنان کے یہچے اس کی ہڈیاں کڑکڑا کر رہے تھیں۔  
اسکے بعد صدر کو تو یہی محسوس ہوا جیسے عمران کیچھ پاگل ہو گیا ہو۔ وہ چنانی پر دوڑا جادہ رہا تھا۔  
اس پر پھر دی کی بوجھاڑ ہونے لگی۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح خود کو ان سے چھاٹا جادہ رہا تھا۔  
اس دوران میں اس نے ریو الور کے بیچہ دو جیبی بھی خلی کر دیئے دو اور گرے گمراہ بھی  
ان کی تقدیماں سے چھ گئی تھی۔ یعنی وہ بارہ تھے۔  
عمران کے اور چیختے ہی انہوں نے یلغار کر دی۔ اب صدر بھی اور کی طرف بھاگ رہا تھا۔

یک بیک رگون والا نہ کرنگا لور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت عمران بھی بوجھاڑیا۔ سمجھا تھا  
شاید اس کوئی اندر وہی چھپتی آئی ہے۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچے دوپڑے لیکن شاید اب اسے پاجلا  
آسان نہیں تھا۔ تبہ خانے سے باہر آگئے سر گفت غماغہ میں بھی اس سے نہ بھیز نہیں ہوتی اور اب  
پھر ان کے سروں پر کھلا ہوا آسان تھا۔ انہیں ریات سائیں سائیں کر دی تھی۔ تقریباً آدمی کئی  
تکہ ”آس پاں علاش کرتے رہے۔“ مگر نہیک اسی وقت انہوں نے بہت سے قدموں  
کی آڈیزیں شیشیں۔ جو چاروں طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

”پڑو جلدی کرو!“ عمران نے کہا اور سینے کے مل لیٹ کیا اور وہ دونوں ایک بار پھر کیکزوں کی  
طرح ریختے گئے۔ دنخا کسی نے چیخ کر کہا۔ ”وہ دیکھو وہ...“ اور ساتھ ہی ان دونوں پر کئی  
نار چبوں کی روشنیاں پڑیں۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ایک گھر میں چلانگ لگادی اور پھر صدر  
اس پر گر پڑا۔ کی گولیاں سنتیں ہوئی سروں پر سے گز رکھیں۔ صدر نے بھی یونہی لوث پہنچ  
ٹھوڑے پر ایک فائز گھوک دیا۔

”یہ کیا کر رہے ہو....!“ عمران بڑی لالا۔ ”تمہارے پاس کتنے را لوٹ ہیں۔!  
”صرف... جو جیبیں میں ہیں۔!“

”لااؤ وہ طریقہ دو فضول برہان نہ کرو!“ عمران نے ریو الور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ شاکنہ زندگی  
میں پہلی بار عمران کسی ایسے چکر میں پڑا تھا۔ پرانی عادات کے مطابق اس کی جیب بالکل خالی تھی۔  
یعنی آن بھی وہ ہوئی سے چلتے وقت اپناریو الور رکھنا بھول گیا تھا اور اس میں بھی صرف تین  
کارتوں تھے۔ وہ یقیناً ایک یادگار رات تھی جب عمران کیچھ خود کو پاگل تصور کرنے لگا تھا۔ بھرم  
ڈکاری کتوں کی طرف ان کا تعاقب کر رہے تھے اور وہ کی چنانوں میں چھپتے چھپاتے اور کبھی دھوئیں  
سے گھبرائی ہوئی شہد کی سمعوں کی طرح کھلے میں نکل آتے۔ مگر شاید ان کی قضا بھی دور تھی۔  
کیونکہ ابھی تک تو یہی ثابت ہوا تھا کہ گولیاں برس رہی تھیں مگر وہ محفوظ تھے۔

اک بھاگ دوز میں سچ ہو گئی اور اجلا پھیلنے لگا۔ صدر نے سوچا اب شامت آئیں اب اس  
دیے انسے میں ان کا مار لیا جانا لازمی ہے۔ اچاک انہیں ایک بہت گھری کھائی سی نظر آئی اور وہ ڈھلان  
میں دوڑتے چلے گئے۔ اس وقت وہ ڈکاری کئے ان کی نظروں میں نہیں تھے۔ غالباً وہ اور نور

"ایک تقاضی کریں... ایک تفریج روز روپ میسر نہیں آتی۔ ذرا تیزی سے دو دو!"  
"نہیں وہا سے مارنے والیں...؟"

"نہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا۔ گروہ کم بخت کتنی تیزی سے دوڑ رہا ہے!"  
پھر انہوں نے اسے سرگ نما عارمیں مجھے دیکھا۔ لیکن ان کی جنت کی کوئی انجانہ رہی جب  
انہوں نے تعاقب کرنے والوں کو پلٹھے دیکھا۔ اس طرح بھاگ لگا تھے جیسے ملک الموت نے ان  
کا تعاقب شروع کر دیا ہے۔ ساتھ تھا وہ حقیقی بھی رہے تھے...! "بھاگو... بھاگو...!"

"یہ کیا معاملہ ہے...." عمران رک گیا۔ پھر اس نے بھی انہیں کی طرح اپنی قوت سے دوڑ  
شروع کر دیا۔ صدر پر بھر بھر کلاگیا۔ اس کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا کہ وہ بھی وہی کرنا جو عمران کر رہا تھا۔  
"یہ کیا پاگل پین ہو رہا ہے.... صدر نے دوڑتے ہوئے کہا!"

"ویکھو.... وہ لوگ رکتے کا ہام ہی نہیں لیتے... حالانکہ غار بہت پیچھے رہ گیا ہے!"  
وہ خدا صدر نہ کے مل گر پڑا۔ اور عمران بھی گرتے گرتے بچا۔ "وہ حاکر ہی ایسا  
زیر دست تھا کہ زمین کا تپ گئی تھی۔ بڑی بڑی چنانیں کاغذ کی دیجیوں کی طرح فنا میں اڑ گئی  
تھیں۔ انہیں ان اڑتے ہوئے پتھر دل سے پیچتے کے لئے پھر دوڑنا پڑا۔  
پھر وہ ایک اوپری چنان پر جا چکے ہے۔ صدر ہاتپ رہا تھا۔ انہوں نے ایک بند و حوشیں کے  
کٹپٹ بدل سلطہ دیکھے وہ سرگ نما ہی ہو سکتی تھی۔

"اڑا دیا... سب برہا کر دیا...." صدر ہاتپ ہوا بول۔!  
"ہاں ان کے اس طرح بھائیتے ہی مجھے عقبہ ہوا تھا کہ جنکن ہے۔ وہاں انہوں نے پہلے ہی سے  
ڈانا تھا یہ لگا رکھا ہو۔!"

"مگر... وہ سب تھا کیا...؟" صدر نے پوچھا۔  
عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بہت زیادہ لکھ مرد نظر آنے لگا تھا۔



تمن دن تک گرفتاریوں کا سلسہ چاری رہا۔ اور خود سیکھت سر دس کے مبڑوں کو بھی اصل  
و اقد کا علم نہ ہو سکا۔ دراٹھن کے سارے مجرم جن کر گرفتہ کئے گئے۔ مز فنا میں ایکس نو کے  
حکم سے آزاد کر دی گئی۔ لیکن پھر پولیس نے ابے گرفتار کر لیا۔ مزگوں جو کچھیں خاور کی

دہل پہنچ کر اسے تمہیر سوجہ مگی اور اس نے پتھر کے گلوے اخافا کر ان کی کھوپڑی پر نشانہ بڑی  
لی مشق شروع کر دی۔

اس طرح اس بیخدا کا تو ناتھ ہو گیا۔ لیکن چار آدمی صدر پر بھی جھپٹ پڑے۔ اب وہ دونوں  
الگ الگ ان سے نپٹ رہے تھے۔ عمران پر متواتر حملے کرنے والوں میں رمگون والا بھی تھا۔  
لیکن خلی ہاتھ نہیں تھا۔ اس کا بخرا بک تھا۔ پہاڑ عمران پر اٹھ چکا تھا۔ لیکن یہ لور بات ہے  
کہ اس کے نعلے سے خود اسی کے دو آدمی ہلاک ہو چکے ہوں۔

جب تیر سے پر اس کا بخرا آپرا تو اس کے آدمی اپنی کھوپڑیاں قابو میں نہ رکھ کے عکے  
اندھے ہو گئے ہوتے۔ "ایک نے دہاک کر کھل۔"

"اس کا باپ بھی اندھا تھا....!" عمران نے قہقهہ لکھا۔ "تم لوگوں کو یہ کہتے کے پتوں سے  
زیادہ نہیں سمجھتا؟"

رمگون والا نے پھر خٹے سے پھر کر عمران پر حملہ کیا اور اس کے ایک آدمی کی چیخ دوڑ بک  
ٹانے میں لہرائی جلی گئی۔ پھر یہک یہک اس کے آدمی اسی پر الٹ پڑے۔

"ترے تم بھی آؤ....!" عمران نے دونوں ہاتھ ہلاکر صدر پر حملہ کرنے والوں کو مخاطب  
کیا۔ "یہ رمگون والا پاگل ہو گیا ہے۔"

"وہ لومر پڑے...." وہ انہوں نے بھی اسے خود اپنے ہی ساتھیوں پر بخرا سے حملہ کرتے  
دیکھا۔ اب ایک اور آدمی بھی اس کی دیوار اگلی کاٹھا ہو چکا تھا۔

"وہ لوگ صدر کو چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور صدر پر چاپ کمک کر عمران کے  
پاس پہنچ گیا۔ وہ چاروں الگ الگ کھڑے تھے۔ لیکن جیسے ہی رمگون والا نے پانچھیں پر ہاتھ صاف کیا۔  
بھی بے قابو ہو گئے اور عمران نے کھل۔" واقعی تم بلے کہنے ہو رمگون والا۔ ... یہ لوگ تمہارے  
لئے خون نور پسند ایک کرٹے رہے ہیں۔"

رمگون والا کے منہ سے گالیوں کا طوفان اٹھا۔ شاید اس میں اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ  
دیکھ باتی پہنچ ہوئے سات آدمیوں کا مقابلہ کر سکا۔ وفاتوں بھاگ کرنا اور ساتوں آدمی اس  
کے پیچے دوڑنے لگا۔ عمران اور صدر ان ساتوں کے پیچے تھے۔  
"کیا ہو گیا...؟" صدر بولا۔

فیلڈ انجینئر بھی ان غیر مکمل ایجنٹوں سے طاہرا تھد اسے گرفتہ کر لیا گیا ہے۔ عمر رغمون والا کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اس نے اس زمین دوز کار خانے کو ڈائیکٹر سے اٹھایا۔ میرے خیال سے تو اس کی ذہنی حالت ان آخری لمحات میں ایسی نہیں رہ گئی تھی کہ سے اپنی حفاظت کا ہوش ہوتا۔ اسے وہاں سے نکلنے کی مہلت ہی نہ مل سکی ہو گی۔۔۔ اور پھر وہ ڈائیکٹر اتنا طاقت ور تھا کہ اس نے تقریباً پار فرلاںگ کے رقبے میں جانی پھیلانی ہے۔“  
کچھ در کے لئے خاموشی چاہئی۔ پھر ایکس نوکی بھراں ہوئی آواز دوبادہ آئی۔

مگب احتقون کی انجمن کا حال سنو! یہ کئی بڑے حکام کی سر پرستی میں چل رہی تھی۔ لیکن ان بے چاروں کو اس کے مقصد کا علم نہیں تھا۔ وہ تو اسے رنگون والا کی جدت طبع کر جائے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ نئے ڈھنگ کی تفریغ ہے۔ جس کا مقصد ہے ٹکری کے ساتھ وقت گزارنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ رنگون والا ویسے بھی انہیں ہر طرح سے خوش کرتا رہتا تھا۔ وہ کچھ بھی سمجھتے رہے ہوں لیکن حقیقتاً یہ انجمن صرف ان عورتوں کے لئے بنا لی گئی تھی جو اہم ترین سرکاری دفاتر میں کام کرتی ہوں۔ وہ انہیں انجمن ملک پہنچانے کے لئے طرح طرح کے دلچسپ اور ہشانے والے طریقے اختیار کر کے مثال کے طور..... ہے.....!

مثال کے طور پر اس نے بتایا کہ روشنی اور مزدرومانی کس طرح دارالحق تک پہنچی تھیں۔ اس نے ان دونوں کے نام پہنچ کاٹا۔ بلکہ وہ عورتوں کی داستانیں بیان کیں۔ پھر بلا۔ ”عورتوں میں عموماً پہنچنے پر جان دیتی ہیں اور احتقنوں سے تو بڑی رنج پڑتی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ان کے شہر نہ ہوں۔ لیکن ابھی چجھے ہے کہ ابھی کے ممبر عورتوں کی تعداد بڑھانے میں حیرت انگیز طور پر کامیاب ہوئے تھے۔ مقصود یہ تھا کہ ان کے ذریعے حکومت کے راز معلوم کئے جائیں۔ خصوصیت سے ملکے خارج پر کی عورتوں پر زیادہ دھیان دیا گیا تھا اور ان کی تعداد نسبتاً زیادہ تھی۔ مگر بھی احتقنوں کی ابھی ان کے لئے موت کا پیشام بن گئی۔ عمران چھیسے احتق کو وہ پہلے ہی سے کھلکھل رہی تھی۔ پھر ابھی اسکی ایک دوست بھی ابھی کی طرف متوجہ کی گئی تو اس نے باقاعدہ طور پر ان کے خلاف تحقیقات شروع کر دیں۔ ویسے رنگوں والا پر تو یہ ری نظر بنت پہلے سے تھی۔ میں نے عمران کو آئیں فیلانہ میں تحقیقات کے لئے تھما بیجا تحد خیال یہ تھا کہ یہ معاملات جلدی اور آسانی سے نہ ٹلے ہوں گے۔ لہذا عمران کی رپورٹ میں کے بعد میں تم لوگوں کو بھی یہاں سے بیکھیوں گا۔ مگر

مگر انہی میں تھی پہلے ہی پرنس کے پروردگاری جاہلی تھی۔  
چوتھے دن سیکرٹ سروس کے ممبر والٹن مز لسیں ایکس فو کی تفریر کے مختار تھے۔ نانسٹر  
سے ایک بلکلا لادہ اسیکرٹ سلک کر دیا کیا تھا۔ نمیک دس بجے ایکس فو کی آواز آئی۔ جو کہ رہا  
تھا۔ ”غمراں کا! بھی تک پہ نہیں چل سکا۔“ یہ حقیقت ہے کہ اس نے تمہاری کارناٹکا انجام دے ڈالا۔  
میں صدر لور سار جنت نہیں سے بھی بے حد خوش ہوں۔ انہوں نے ہر چالاکی سے اس گروہ کی  
سرخ رہی کی ہے۔ میں اپنے سارے ماتحتوں سے ایک ہی کارگزار ہوں کی تو قصر کرتا ہوں۔“

پھر اس نے آنکل فیلڈ کے واقعات دیوار نے شروع کئے۔ صدر انگل ایک بات پر سر ہلا کا جادبا تھا۔ پنج دیر خاموش رہ کر انگل نو پھر بولا۔ ”رمگون والا کو اچھی طرح علم ہو گی تھا کہ عمران اس کے چند میں ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھا کہ وہ اس کے خلاف ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔ لہذا وہ نہایت اطمینان سے کام برداشت بلے۔ اگر اسے یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی دن یہاں کے آنکل اشیشن پر تھل کی پوری مقدار پہنچ گئی ہے تو اس کا اطمینان رخصت ہو جاتا۔ میں نے کوشش کی تھی کہ یہ راز کسی پر ن ظاہر ہونے پائے۔ عموماً یہی مشہور کیا جاتا رہا کہ تھل کی پوری مقدار کسی دن بھی یہاں نہیں پہنچی۔ پھر میں نے انتظام کیا کہ یہاں کے آنکل اشیشن کے پچھے ذمہ دار آفیسر گرفتار نہیں جائیں۔ ان گرفتاریوں نے اسے اور بھی اطمینان دلادیا۔ پاپ لائیں کی مرمت مخفی ایک گھونٹ تھا۔ وہ ایک بار کھدائی کر کے یہ مشہور کر دیتے کہ پاپ لائیں میں شکاف پر گیا تھا۔ اب کس کی مرمت کر دی گئی ہے پھر شاہزاد پہنچ دنوں تک پوری مقدار میں تھل آتا رہتا اور ہو سکا ہے۔ اس کے بعد پھر کی شروع ہو جاتی۔ قصہ دراصل یہ تھا کہ انہوں نے پاپ لائیں سے ایک لاشن اور لگا رکھا تھا۔ اس کے ذریعہ تھل دوسرے طرف لے جا کر شائع کر دیا جاتا تھا۔ اس لاشن کو کمزور کرنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں میشیں لائی تھیں۔ مقصد صرف یہ تھا۔ ہم اپنے ایک دوست ملک کو تھل کو تھل نہ دے سکیں۔ جس جگہ انہوں نے کھدائی کا راواہ کیا تھا دراصل وہیں انہوں نے لاشن لگا رکھا تھا۔ ہو سکا ہے کہ وقتی طور پر انہوں نے وہاں سے لاشن نادینے کا راواہ کیا ہو۔ لیکن اگر ان کا بھی ارادہ تھا تو ہمیں یہی سمجھنا چاہئے کہ رمگون والا کو علم گیا تھا کہ کسی دن تھل کی پوری مقدار بھی پہنچ گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ انکی صورت میں پوری عی پ لائیں کی کھدائی کا سلسلہ درجیں ہو جاتا۔ بھر حال یہ قصہ ہی ختم ہو گیا۔

فیر متوق طور پر حالات پکھ سے پکھ ہو گئے۔ عمران اور سور کو خنا مقابلہ کرنا چاہیے۔ انہیں اتنی نہ لست بھی نہ مل سکی کہ فعلی عی کو اپنی مدد کے لئے جلا سکتے۔ عمران عاکب ہو گیا ہے۔ پڑھ نہیں اب وہ کس چکر میں نہ ہے۔ اگر تم میں سے کسی کو کہیں دکھائی دے تو مجھے فوراً مطلع کر دیں۔“



عمران نے ٹارنس نیلہ بند کر دیا۔ اس نے روٹی کے بیچ قیک سے اپنے ہاتھوں کو بخالی کیا تھا۔  
”تو یہ قصہ تھا!“ روٹی نے طویل ساری میں کر کہا۔

”ہاں.... اور اب مجھے ایسا گھوس ہو رہا ہے جیسے.....!“ عمران جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔  
”مگر کلب میں بھتری انگی خور میں بھی تھیں جن کا تعلق کسی سرکاری گھنے سے نہیں تھا!“ روٹی نے کہا۔

”ہاں.... تھا تو باقاعدہ طور پر رکون دلا کے لئے کام کرنی تھیں یا پھر وہ اہمیں کے اصل مقصد سے وابستہ نہیں تھیں۔ کام کرنے والیوں میں مثل کے طور پر سز کو ہن پیش کی جاسکتی ہے۔“  
”لیکن تم نے یہ کیوں کہا ہے کہ عمران عاکب ہو گیا؟“

”بس یونہی.... تھوڑی ہی تفریح کے لئے جو لیا افتر واڑی مجھے حلاش کرنے کے لئے زمین پر آساناً ایک کر دے گی۔“

”تم آج کل اس کے چکر میں ہوا۔“ روٹی غصیلے لبجے میں بولی۔

”ہاں میرے ایک خالہ عرصہ سے کووارے پہنچے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے اس کی شلوذی کر دوں تاکہ وہ میری خالہ ہو جائے۔... مگر وہ سمجھتی ہے کہ تم میری خالہ ہے۔“  
روٹی سر سے روپل اٹھا کر اس کی طرف جگنی اور عمران ”ہاٹا“ کہتا ہوا قیک سے پہر نکل گیا۔